

عقیدۂ ختم نبوت
اور
تحریک 1974ء

محمد محبوب الرسول قادری

مصطفیٰ فاؤنڈیشن لاہور

عقیدۂ ختم نبوت
اور
تحریک 1974ء

مؤلف

محمد محبوب الرسول قادری

ناشر

مصطفی فاؤنڈیشن لاہور

ای۔161۔ فاروق کالونی والٹن۔ لاہور کینٹ

فون: 5820659-5824921

سلسلہ اشاعت نمبر ۲۳

بانی لائبریری

محمد مقصود الحسن مرزا چیئرمین مصطفیٰ فاؤنڈیشن

نام کتاب: .... عقیدہ ختم نبوت اور تحریک ۱۹۷۴ء

مرتب: .... ملک محمد محبوب الرسول قادری

ناشر: .... مصطفیٰ فاؤنڈیشن

تعداد: .... گیارہ صد

اشاعت اول: .... ۷ ستمبر ۲۰۰۳ء

اشاعت دوم: .... اپریل ۲۰۰۵ء

قیمت: .... دعائے خیر بحق فاؤنڈیشن

نوٹ

بیرون جات کے حضرات ۱۲ روپے کے
ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ

مصطفیٰ لائبریری E-161 فاروق کالونی والٹن لاہور کینٹ

پوسٹ کوڈ 54810 فون:۔ 5820659-5824921

حسن ترتیب

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

الاھداء

پاکستان میں فتنۂ قادیانیت کو اسکے منطقی انجام تک پہنچانے والی تحریک ۱۹۷۴ء کے قافلہ سالار

حضور شیخ الاسلام والمسلمین، قائد اھل سنت

حضرت مولانا **الشاہ احمد نورانی صدیقی** دامت برکاتہم القدسیہ

اور

آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی (جون ۲۰۰۲ء) سے قادیانی امت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے والے عظیم روحانی پیشوا مجاہد اسلام

حضرت پیر طریقت علامہ **محمد عتیق الرحمٰن** (ایم۔ایل اے) مدظلہ العالی

کے نام

جنہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں تاجدار صداقت

امیر المومنین حضرت سیدنا **صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ

کے احیاء کا شرف پایا

گر قبول افتد زہے عز و شرف

غبار راہ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

۵ ستمبر ۲۰۰۳ء

۲ بجے بعد نماز جمعۃ المبارک

اپنی بات

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اہلسنت کی تاریخ شاندار، روشن اور تابناک ہے عقیدہ ختم نبوت، اسلام کا اساسی اور اجتماعی عقیدہ ہے اور اس میں کسی قسم کے ابہام کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اس موضوع پر بحث سے قبل ہم ماضی کے حوالے سے اہلسنت کی تاریخ کا ایک مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

1799ء کی تحریک آزادی ہند میں ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں نے ہندوستان پر مکمل قبضہ و تسلط کے لیے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا تو اس کے خلاف سب سے پہلے علماء و مشائخ اہلسنت نے قولاً و فعلاً تحریکِ جہاد کا آغاز کیا۔

علامہ احمد اللہ شہید حنفی مدارسی قدس سرہ (شہادت ۱۸۵۸ء) کو ہی لیں۔ ۱۸۴۰ء میں آپ نے حضرت محراب شاہ قلندر گوالیاری کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی اور مجاہدین کا لشکر تشکیل دیا جس نے بریلی اور شاہجہاں پور کے محاذ پر انگریز جنرل ہیک کو شکست فاش دی۔...... جنرل بخت خاں کے ساتھ مل کر آپ نے علماء جہاد کمیٹی تشکیل دی جس نے بعد ازاں فتویٰ جہاد ۱۸۵۷ء جاری کیا۔ ایک غدار کے ذریعے دھوکہ سے آپ کو ۱۸۵۸ء میں شہید کیا گیا۔ ان کی شہادت پر انگریز نے کہا:

"...... شمالی ہندوستان میں ہمارا سب سے بڑا دشمن، سب سے خطرناک انقلابی ختم ہو گیا......"

علامہ امام فضل حق خیر آبادی قادری حنفی قدس سرہ (المتوفی ۱۸۶۱ء) کا نام کون نہیں جانتا۔ آپ علماء جہاد کمیٹی کے سرخیل تھے۔ آپ کی تحریک پر فتویٰ جہاد جاری ہوا۔ جس نے ہندوستان کے طول و عرض میں مجاہدین کو انگریزوں اور ان کے زرخرید غلاموں کے

خلاف صف آرا کر دیا...... انگریزوں کے خلاف اس فتویٰ جہاد اور جہادی سرگرمیوں کی بناء پر آپ کو کالا پانی کی سزا ہوئی اور اسی جزیرہ انڈمان میں ۱۸۶۱ء میں انتقال ہوا۔

علامہ کفایت علی کافی شہید مراد آبادی حنفی قدس سرہ (شہادت ۱۸۵۷ء) اپنے زمانے میں ایک جید عالم اہلسنت، سچے عاشق رسول ﷺ اور مراد آباد کے صدر الشریعہ تھے...... مراد آباد کے محاذوں پر انگریزوں کے خلاف جہاد میں بھرپور شرکت کی۔ جب مراد آباد، انگریزوں نے فتح کیا تو آپ کو پھانسی دے دی گئی اس وقت آپ نے غزل کے یہ شعر پڑھے:

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی لیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

تحریک احیاء دین کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انگریزوں نے مسلمانوں کی قوت ایمانی کو کمزور اور مذہبی طور پر منتشر کرنے کے لیے باطل فرقوں کی آبیاری کی۔ ہندوستان کے علماء مشائخ اہلسنت نے تحریر و تقریر اور ہر طریقے سے اس سازش کا قلع قمع کیا اور مسلمانوں کو قادیانیت، وہابیت اور نیچریت وغیرہ کے فتنوں سے آگاہ کیا۔

علامہ شاہ فضل رسول قادری حنفی بدایونی قدس سرہ (متوفی ۱۸۷۳ء) ایک نابغہ عصر اور جید عالم دین تھے۔ ایک غیبی اشارہ پر آپ نے فتنہ خارجیت اور وہابیت کے بھرپور رد کا مثالی کارنامہ انجام دیا۔ مسلمانوں کو ان فتنوں سے آگاہی اور باطل نظریات کے رد میں آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ مثلاً المعتقد المنتقد، بوارق محمدیہ، حقاق حق وغیرہ۔

۱۸۹۵ء میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں محدث بریلوی، حضرت علامہ غلام رسول شہید امرتسری، پیر آغا محمد حسن جان سرہندی مجددی سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر علماء و مشائخ اہلسنت نے مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل نظریات کے رد میں فتاویٰ، رسائل اور کتابیں لکھ کر امت مسلمہ کو مرزا کے فتنہ سے بروقت آگاہ اور مسلمانوں کے خلاف اس سازش کو بے نقاب کیا۔

۱۹۰۰ء میں پہلا فتویٰ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی نے لکھا۔

۱۹۰۸ء میں امیر ملت علامہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے تعاقب میں لاہور میں قیام فرمایا اور اس کے دجالی نظریات کا رد کرتے ہوئے ۲۵ مئی کو حالت جلال میں فرمایا کہ...... "۲۴ گھنٹے کے اندر لوگ مرزا کا حشر دیکھیں گے"...... تمام عالم شاہد ہے کہ ۲۶ مئی کو مرزا قادیانی ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہوا اور دو پہر تک واصل بہ جہنم ہوا۔

۱۹۲۵ء میں افغانستان میں قادیانیوں کو اپنے باطل نظریات پھیلانے کی وجہ سے سزائے موت دی گئی۔

۱۹۳۶ء میں موریشس افریقہ کے سپریم کورٹ نے قادیانی کو غیر مسلم قرار دیا اور مسجد میں داخلہ پر پابندی لگا دی گئی۔

۱۹۵۳ء میں مصر نے قادیانیوں کے لیے ملک میں داخلے پر پابندی عائد کر دی اور جماعت احمدیہ کو غیر قانونی قرار دے دیا۔

۱۹۶۵ء میں جنوبی افریقہ کی عدالت نے فیصلہ جاری کیا کہ قادیانی اور بہائی کافر ہیں۔ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری حنفی بریلوی قدس سرہ

(متوفی ۱۹۲۱ء) نے مذاہب باطلہ رافضیت، نیچریت اور غیر مقلدین کے رد میں سینکڑوں کتابیں لکھ کر ان کے اصل چہروں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور ان کے ایمان کی حفاظت کا عظیم الشان فریضہ انجام دیا۔...... علوم شرعیہ خصوصاً علم فقہ کو آپ نے زندہ و جاوید کر دیا۔ ہزار ہا صفحات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں اس کی شاہد ہیں اور ماشاء اللہ اب تو رضا فاؤنڈیشن لاہور نے حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی اس کی جدید تقاضوں کے مطابق اشاعت کا اہتمام کیا ہے ۲۳ جلدیں چھپ گئی ہیں اور مزید کام جاری ہے۔ اعلیٰحضرت نے جید علماء و خلفاء کی ایک مخلص اور متحرک ٹیم تیار کی جنھوں نے مسلمانوں کی اصلاح و اتحاد کے لیے بھرپور جدوجہد کی اور آخر کار یہی ٹیم دوقومی نظریہ اور تحریک پاکستان کے لیے ہراول دستہ ثابت ہوئی...... آپ نے احیاء دین کے لیے تقریباً ایک ہزار کتب و رسائل تحریر فرمائے۔ آپ کی تجدیدی، تحقیقی اور ملی خدمات کی بناء پر علماء عرب و عجم نے آپ کو "مجدد" کہا۔

حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی گیلانی حنفی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۳۷ء) کو فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے اللہ نے منتخب کر لیا۔ آپ نے انتہائی موثر طریقے اور لاجواب دلائل سے مقام انبیاء اور ختم نبوت کا تحفظ فرمایا۔ ۱۸۹۹ء میں شمس الہدایہ لکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے۔ مرزا قادیانی جواب نہ دے سکا البتہ مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ طے پائی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ، پیر سید جماعت علی شاہ کے ساتھ شاہی مسجد لاہور پہنچ گئے جبکہ مرزا قادیانی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی اور اس کے جھوٹ کا پول تمام عالم اسلام پر کھل گیا۔

مرزا قادیانی نے تحریری مناظرہ کے لیے نام نہاد الہامی تفسیر اعجاز المسیح شائع کی۔ آپ کی طرف سے ۱۹۰۲ء میں اس کا رد سیف چشتیائی کے نام سے شائع ہوا جس نے

مرزا قادیانی کے دعووٗں کی قلعی کھول کر رکھ دی

امیر ملت حضرت علامہ پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی حنفی محدث علی پوری قدس سرہ (متوفی ۱۹۵۱ء) آپ کی تبلیغ سے ہزار ہا عیسائیوں اور ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں سینکڑوں مساجد اور مدرسے قائم کیے...... شدھی تحریک (مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک) کی بیخ کنی کے لیے آگرہ میں تبلیغی مرکز قائم کیا...... فتنہ قادیانیت کی زبردست تردید کی...... آپ نے مرزا قادیانی کی ذلت آمیز موت کی پیش گوئی کی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی...... تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت (۱۹۲۱ء۔۱۹۳۰ء) کے نقصانات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کی بناء پر آپ کو...... امیر ملت...... کا لقب دیا گیا۔

تحریک پاکستان کو لیجئے دوقومی نظریہ کی بنیاد پر علماء و مشائخ اہلسنت نے مسلمانوں کے اتحاد اور ان کی تعلیمی، معاشی اور تنظیمی ترقی کے لیے جدوجہد شروع کی۔ جس نے آخر کار تحریک پاکستان کی صورت اختیار کر لی اور قیام پاکستان پر منتج ہوئی۔

صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین اشرفی حنفی مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۴۸ء) آپ نے مسلمانوں کی اخلاقی، معاشی، تعلیمی و تنظیمی ترقی کے لیے جدوجہد کی۔ ۱۹۲۴ء میں ماہنامہ...... السواد الاعظم...... جاری کیا جو ہندوستان کے مسلمانوں کا ترجمان اور دوقومی نظریہ کا علمبردار تھا۔ آپ نے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا سلسلہ شروع کیا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں سنی کانفرنسوں کے ذریعے علماء اہلسنت نے مسلمانوں میں دوقومی نظریہ اور اپنے حقوق کا شعور بیدار کیا۔ جس کی بناء پر تحریک پاکستان میں جان آئی اور آخر کار ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس میں لاکھوں

افراد نے مطالبۂ پاکستان کی تائید کر دی اور آپ نے فرمایا...... پاکستان کی تجویز سے کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں۔ خود جناح بھی اس کا حامی رہے یا نہ رہے، ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے......

سفیر اسلام علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی قادری حنفی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۵۴ء) (والد ماجد سینیٹر علامہ شاہ احمد نورانی) آپ نے ۳۵ برس برصغیر کے علاوہ ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے متعدد ممالک میں تبلیغ اسلام کے لیے طویل دورے کیے جس کے نتیجے میں لاکھوں افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بونیو کی شہزادی Glady Palmer ماریشس کے فرانسیسی گورنر Merwate ٹرینی ڈاڈ کی وزیر Murifi سمیت سینکڑوں دانشور سکالرز اور ہزاروں کفار بھی آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔

تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ دنیا کے گوشے گوشے میں آپ نے مساجد، مکتب، کتب خانے، ہسپتال، یتیم خانے اور تبلیغی مراکز قائم کیے۔ مثلاً حنفی جامع مسجد کولمبو، سلطان مسجد سنگاپور، مسجد ناگریا، جاپان عربی یونیورسٹی ملایا وغیرہ۔

تحریک پاکستان کے مقاصد سے اہل عرب کو آگاہ کرنے کے لیے قائداعظم نے آپ سے ان ممالک کے دورے کی درخواست کی۔ لہذا ۱۹۴۶ء میں آپ نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا اور اہل عرب کو تحریکِ پاکستان کے مقاصد سے روشناس کرایا اور ان کی متعدد غلط فہمیاں دور فرمائیں۔ ان خدمات کی بناء پر قائداعظم نے آپ کو ''سفیر پاکستان'' کا لقب دیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ۲۷ رمضان المبارک ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔ تین دن کے بعد عید کی پہلی نماز عید گاہ جامع کلاتھ کراچی میں قائداعظم نے آپ کی امامت میں ادا کی۔

علامہ ابو الحسنات محمد احمد قادری حنفی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۶۱ء) قیام

پاکستان کے بعد ربوہ (چناب نگر) کے مقام پر فتنہ قادیانیت کی تشہیر اور مسلمانوں کو گمراہ کیا جانے لگا تو آپ نے اس کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ آخر کار ۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کے لیے مختلف مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل مجلس عمل قائم کی گئی۔ اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے سامنے سر ظفر اللہ قادیانی کو برطرف اور مرزائیوں کو قانوناً غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے مطالبات پیش کیے۔ اس پر انھوں نے معذروی ظاہر کی اور آپ کو بمعہ وفد کے گرفتار کر لیا۔

آپ کی گرفتاری کی خبر پھیلتے ہی ملک بھر میں جلسے اور جلوس شروع ہو گئے اور جیلیں فدائیان ختم نبوت سے بھر گئیں، مولانا عبد الستار خان نیازی نقشبندی قادری حنفی میانوالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیادت سنبھال لی لیکن انہیں بھی گرفتار کر کے پھانسی کا حکم سنا دیا گیا جو بعد ازاں ملتوی ہو گیا۔

علامہ عبد الحامد بدایونی قادری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۷۰ء) مارچ ۱۹۴۰ء لاہور میں قرارداد پاکستان کے اجلاس میں علماء ومشائخ اہلسنت اور صوبہ یو۔ پی کی نمائندگی کرتے ہوئے قرارداد کے حق میں ولولہ انگیز خطاب کیا۔ صوبہ سرحد میں سرخ پوشوں اور کانگریسوں کی تحریک پاکستان کے خلاف سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے قائداعظم نے آپ کو بھیجا۔ آپ نے صوبہ کے گوشہ گوشہ میں جا کر تحریک پاکستان کی حمایت میں تقاریر اور مذاکرے کیے جس کے نتیجے میں سرحد کے مسلمان مسلم لیگ کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کی ان خدمات پر قائداعظم نے آپ کو ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ نے عام الیکشن کے موقع پر مسلم لیگ کی حمایت کے لیے پورے ہندوستان کے طوفانی دورے کیے۔ اس کے نتیجے میں مسلم لیگ کو زبردست کامیابی نصیب ہوئی۔ آپ کے صوبے یوپی میں ۶۵ میں سے ۵۳ نشستیں مسلم

لیگ کو حاصل ہوئیں۔ ۱۹۵۷ء میں ۳۱ علماء نے مملکت کو اسلامی اصولوں پر چلانے کے لیے ۲۲ نکاتی منشور ترتیب دیا۔ آپ بھی اس میں پیش پیش تھے۔

حضرت شیخ الاسلام قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی حنفی قادری مدظلہ العالی کی انتھک کوششوں سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں طویل بحث مباحثہ کے بعد مرزائیوں کو پاکستانی آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس آئینی ڈگری کی بنا پر عالم اسلام میں اس فتنہ کو پھیلنے سے روک دیا گیا۔

جولائی ۱۹۷۷ء میں جنرل ضیاء الحق کے فوجی انقلاب کی وجہ سے آئین معطل ہوگیا۔ لہذا قادیانیوں نے پھر سے اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ علامہ نورانی کی تحریک پر اس وقت کے فوجی آمروں کو دوبارہ امتناعی قادیانیت آرڈیننس پاس کرنا پڑا۔

اکتوبر ۱۹۹۹ء میں جنرل پرویز مشرف کے فوجی انقلاب کے وجہ سے آئین معطل ہوا اور پی سی او (پروویژنل کنسٹریشن آرڈر) نافذ ہوگیا۔ لہذا قادیانیوں نے پھر اپنی سازشیں شروع کر دیں۔ لیکن فدائیانِ ختم نبوت نے علامہ نورانی کی رہنمائی میں ملک کے طول وعرض میں تحریک شروع کر دی۔ جس کی بناء پر فوجی حکومت کو جولائی ۲۰۰۰ء میں قادیانی کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی دفعہ کو پی سی او کا حصہ بنانا پڑا۔

۱۹۷۳ء میں رابطہ عالم اسلامی کا ایک اجلاس ۲۶ اپریل کو منعقد ہوا جس میں اسلامی ممالک کی سو سے زائد تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی اس اجلاس نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی۔

۱۹۷۳ء ہی میں ۲۹ اپریل کو آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم ہونے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی اور ۲۵ مئی ۱۹۷۳ء کو صدر سردار عبد القیوم نے اس قرارداد کی توثیق کی۔

جون ۲۰۰۲ء میں آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی میں جمعیت علمائے آزاد جموں وکشمیر کے سربراہ مجاہد اسلام حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن (پ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۸ء) نے فتنہ قادیانیت کو آخری ضرب لگائی۔ اور آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں دلائل قاہرہ اور مضبوط ومستند حوالہ جات کے ذریعے اسلامی موقف کی وضاحت اس انداز میں کی کہ آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی کو بھی اس دوزخی ٹولے (قادیانیت) کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔ پیر محمد عتیق الرحمٰن درگاہ عالیہ ڈھانگری شریف (آزاد کشمیر) کے سجادہ نشین اور جدید وقدیم علوم پر گہری نظر رکھنے والے جید باعمل عالم دین اور شیریں بیاں خطیب ہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ المشائخ علامہ مولانا محمد فاضل رحمہ اللہ تعالیٰ جو ماشاء اللہ اسم بامسمّٰی تھے اور فاضل بریلی شریف تھے۔ جبکہ آپ کے جد اعلیٰ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات قدس سرہ اپنے زمانے کے مقتدر عالم دین اور ولیٔ کامل گزرے ہیں۔ جو ساگری شریف ضلع جہلم میں استاذ العلماء حضرت حافظ کرم الدین کے تلمیذ رشید اور حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد بخش قدس سرہ باولی شریف کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ اس عالی شان خاندانی پس منظر اور اعلیٰ تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ نے اکابرین اسلام اور مشاہیر امت کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے یہ تاریخ ساز کارنامہ سر انجام دیا۔

یاد رہے جمہوریہ شام، ملائیشیا، انڈونیشیا وغیرہ اسلامی ممالک میں بھی فتنہ قادیانیت پر پابندی عائد ہے۔

۷ ستمبر کے موقع پر ہم سب کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ جب بھی، جہاں بھی کوئی منکرِ ختم نبوت سر اٹھائے گا تو ہم اس کی سرکوبی کے لیے تن من دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور عقیدۂ ختم نبوت کی مکمل پاسداری کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آخر میں مجھے محبی فی اللہ فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا قاری محمد خان قادری صاحب مدظلہ، مجاہد تحریک ختم نبوت برادرم محمد متین خالد صاحب زید مجدہ، مجاہد اہلسنت محترم مولانا قاری محمد زوار بہادر صاحب مدظلہ جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان پنجاب، مصنفِ کتب کثیرہ محترم برادرم صاحبزادہ سید ارتضیٰ علی کرمانی صاحب مدظلہ العالی برادر عزیز رشید احمد رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ ایڈیٹر ماہنامہ "ندائے اہلسنت" لاہور کا بے حد ممنون ہوں جنھوں نے زیر نظر کتاب کی ترتیب وتدوین اور اشاعت کے سلسلہ میں حتیٰ المقدور مشاورت سے نوازا۔ مصطفیٰ فاؤنڈیشن والٹن۔ لاہور اس کی اشاعت اور مفت تقسیم کرنے پر دادِ تحسین کے لائق ہے اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو دارین کی سعادتیں عطا کرے اور ان کی خدمات کو شرف قبول بخشے آمین۔

محمد محبوب الرسول قادری

انوار رضا لائبریری ۔۴/۱۹۸

جوہر آباد......(۴۱۲۰۰) پنجاب پاکستان

۱۰ ستمبر ۲۰۰۳ء

۹ بجے شب

ختم نبوت قرآن عظیم کی روشنی میں

قرآن حکیم تعلیمات اسلامیہ کا ماخذ اول ہے یہ نصاب زندگی ہے اور انسانیت کے لیے زندگی کے ہر پہلو میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے یہ عظیم کائناتی پروگرام ہے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے چند قرآنی آیات مبارکہ کے حوالے سے ایک کامیاب اور دلچسپ علمی وتحقیقی کوشش کی ہے آیئے اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

"......عقیدہ ختم نبوت کو سمجھنے کے لیے پہلے قرآن مجید کے چند آیات کا مطالعہ ضروری ہے۔

ما کان محمدا" ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شیءٍ علیما. (الاحزاب:۴۰)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

خاتم النبیین کا جو معنیٰ بیان کیا گیا ہے اس معنی پر اجماع امت کے علاوہ لغت کی شہادت بھی قائم ہے۔ الصحاح کے مصنف علامہ حماد اسمٰعیل الجوہری (م۔۳۹۳ھ) اور لسان العرب کے مولف علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری (م ۷۱۱ھ) وغیرہ اہل لغت نے یہی معنی بیان فرمائے۔

التہذیب کے حوالہ سے لسان العرب نے یوں لکھا:

والخاتم والخاتم من اسماء النبی ﷺ و فی التنذیل العزیز و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ای آخرھم و من اسمائہ العاقب ایضاً معناہ آخر الانبیاء	خاتم اور خاتم حضور نبی اکرم ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں ارشاد ہوا: ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی سب نبیوں سے پچھلا اور حضور کے اسماء گرامی میں العاقب بھی ہے اس کا معنی بھی آخر الانبیاء ہے۔

اس معنی کی تائید قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ہے۔

ختمہ، مسک (سورہ مطففین۔۲۶) ای اخرہ وعاقبۃ مسک، یختم لھم فی اخر مشرابھم بریح المسک	اس کی مہر مشک پر ہے۔ اہل جنت کو جو مشروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔ (ابن جریر، طبری)

اہل لغت نے خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا بھی کیا ہے۔ اس مہر یا مہر لگانے والے سے مراد کسی منصب دار یا ڈاک خانہ کی مہر نہیں کہ کسی درخواست، پر لگائی یا لفافہ اور کارڈ پر لگائی اور مناسب کارروائی کے لیے آگے بھیج دی۔ اس مہر سے مراد وہ مہر ہے جس سے کسی شے کو ختم یا بند کیا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ہے:

ختمہ یختمہ ختما و ختاماً، طبعہ فھو مختوم و مختم شدد للمبالغۃ	ختم کا معنی مہر لگانا ہے اور جس پر مہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختم کہتے ہیں۔

زمانہ سلف میں خلفاء امراء اور سلاطین اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ یا کپڑے

کی تھیلی میں رکھ کر سر بمہر کر دیتے تھے تاکہ مہر کی موجودگی میں اس میں رد و بدل ممکن نہ رہے۔ اگر کوئی تغیر و تبدل کرنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا۔ اس پر احکام سلطانی میں تغیر تبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کا سنگین جرم عائد ہوگا۔ اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور اکرم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری سے یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اب اس پر مہر لگا دی گئی ہے تاکہ کوئی کذاب، دجال دعویٰ نبوت کر کے سلسلۂ انبیاء میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی کذاب و خائن اس زمرے میں داخلہ کی کوشش کرے گا تو پہلے مہر نبوت کو توڑے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مہر کو توڑنے کی پاداش میں کذاب، خائن اور دجال بن کر جہنم کی آگ کا ایندھن بنے گا۔

ختم اور طبع کے ایک ہی معنوں کی تائید قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مہر ہونے کا بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے:

ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ و لھم عذاب عظیمٌ (البقرہ:۷)	اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

کفار، ضلالت اور گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو حق ان کے دل، کان اور آنکھ میں نہیں آ سکتا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ (سورۃ المائدہ:۳)	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین، کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

آیت مقدسہ نے واضح طور پر فرما دیا کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے کسی مزید حکم یا قانون کی حاجت باقی نہیں۔ قیامت تک کے لیے اب یہی کافی ہے۔ اس لیے نئے نبی

کی حاجت قیامت تک نہیں اور نہ نئے دین کی ضرورت ہے۔

امام المفسرین ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے آیت کی تفسیر میں لکھا:

''آیت کے نازل ہونے پر (سیدنا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) رو پڑے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا! آج تک ہمارے دین میں قرآنی احکام کے ذریعے اضافہ ہوتا رہا۔ جب یہ دین مکمل ہو گیا ہے تو اب اضافہ کیسے ہو گا۔ جب کوئی شے مکمل ہو جاتی ہے تو تکمیل کے بعد عموماً اس میں کمی ہی ہوتی ہے۔''

(مختصر تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر)

محدث جلیل، مفسر کبیر، حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن کثیر (م۔۷۷۴ھ) آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''امت مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی یہ سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اپنا دین ان کے لیے مکمل کر دیا۔ اب اس کے علاوہ کسی نئے دین کی ضرورت ہے نہ نئے نبی کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم وانور ﷺ کو تمام انبیاء کا خاتم بنایا۔ آپ ﷺ کی بعثت تمام انسانوں اور جنوں (اور تمام مخلوقات) کی طرف ہوئی۔ حلال وہ ہے جسے آپ نے حلال ٹھہرایا اور حرام وہ ہے جو آپ نے حرام بتایا۔ دین وہ ہے جو آپ نے شروع کیا۔ جس کی آپ نے خبر دی وہ سچ حق ہے اس میں نہ جھوٹ ہے نہ اس کا خلاف ہو''

(تفسیر ابن کثیر)

ارشاد ربانی ہے:

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا و لکن اکثر الناس لا یعلمون (سورۃ سبا: ۲۸)

اور اے محبوب ہم نے تم کو بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

نبی رحمت، رسول مکرم، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی بعثت تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ کا بیان ہے کہ آپ کی بعثت جن و انس، اسود و احمر، عرب و عجم، پہلوں، پچھلوں، سبھی کے لیے عام ہے۔ تمام مخلوق آپ کے احاطۂ رسالت میں شامل ہیں۔ قیامت تک آپ کی رسالت باقی ہے۔ اس لیے کسی نئے نبی، نئے رسول کی بعثت ممکن نہیں۔ یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے۔ ابن کثیر، ابن جریر، بیضاوی، جلالین وغیرہ نے یہی معنی بتائے ہیں۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (سورۃ الانبیا: ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے

جن، انسان، مومن، کافر سبھی کو حضور ﷺ کی رحمت شامل ہے۔ مومن کے لیے رحمت دنیا و آخرت میں ہے اور کافر کو عذاب میں تاخیر سے اور مسخ، خسف اور قذف کے عذاب اٹھا دینے کی رحمت حاصل ہے۔ مفسرین نے بیان کیا اس آیت کے معنی یہ ہے کہ ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ شاملہ جامعہ محیط بر جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وعینیہ ووجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیرہ ذالک تمام جہانوں کے لیے، عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول۔ اور جو تمام کے لیے رحمت ہوگا وہ سب کے لیے کافی ہوگا۔ ان کی ہدایت اسی سے وابستہ ہوگی۔ لہذا اس کے بعد کوئی نیا رسول یا نیا نبی آنا یا نبوت کے جاری ہونے کا امکان ثابت کرنا اس رحمتِ کاملہ، شاملہ، عامہ کا انکار کرنا ہے۔ آیت مقدسہ نے حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر بھی اشارہ کر دیا ہے۔ علامہ ابن کثیر، ابن جریر، بیضاوی، رازی اور عامہ مفسرین نے آیت کے یہی معنی بیان کیے ہیں۔ (ماخوذ...... از: فتنہ قادیانیت)

ختم نبوت کے حوالے سے چہل احادیث

فدایانِ ختم نبوت پاکستان کے بانی سربراہ حضرت اقدس صوفی محمد ایاز خان نیازی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کرام سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ختم نبوت کے موضوع پر چالیس احادیث مبارکہ زبانی یاد کرلیں اور ہر خطاب میں ان میں سے ارشاداتِ نبوی بیان کیا کریں تاکہ غلاموں کے ایمان تازہ اور سینے ٹھنڈے ہوں اور ساتھ ہی بے ادب اور گستاخیاں کی جلن میں اضافہ ہو۔ اس حوالے سے...... ''چہل احادیث''...... کا مطالعہ، قلوب واذہان اور روح اور ایمان کی روشنی کے لیے گارنٹی کا درجہ رکھتا ہے۔

☆ حدیث ۱:۔

کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی و لا نبی بعدی.

بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام سیاست فرماتے۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں'' (بخاری شریف ج۱ص ۴۹۱)

☆ حدیث ۲:۔

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی النیان و ختم بی الرسل و فی لفظ الشیخین فانا اللبنة وانا خاتم النبیین.

میری اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایک محل کی طرح ہے جو نہایت اچھا بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی۔ اسے دیکھنے والے اس کی خوبصورتی پر متعجب ہوتے لیکن ہوا ایک اینٹ کی جگہ انہیں کھٹکتی، میں نے آکر وہ جگہ پر کردی۔ لہذا مجھ پر وہ محل مکمل ہوگیا۔ میں ہی آخری رسول ہوں، میں ہی وہ آخری اینٹ (کی صورت) ہوں اور میں ہی تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں، (متفق علیہ بخاری جلد۱ ص۵۰۱)

☆ حدیث ۳:۔

وارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون

میں تمام مخلوق کی طرف رسول ہوں، مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام ختم ہوئے (مسلم شریف، ترمذی ج۱ص ۱۸۸)

☆ حدیث ۴:۔

ان الله عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموت والارض بخمسین الف سنة فکان عرشه علی الماء و من جملة ما کتب فی الذکر و هو ام الکتب ان محمداً خاتم النبین

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمینوں آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیر لکھی، اس کا عرش پانی پر تھا، ان تقدیروں سمیت ذکر میں جو کہ کتاب کی جان ہے، یہ لکھا کہ ''بے شک محمد تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں'' (مسلم شریف)

☆ حدیث ۵:۔

انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبین لانبی بعدی.

میری امت میں تیس کذاب نکلیں گے، ہر کوئی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، لیکن میں ہی نبی آخر ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، (متفق علیہ)

☆ حدیث ۶:۔

اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لا نبی بعدی.

اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے نزدیک وہی ہو جو موسیٰ کے نزدیک ہارون تھے، ہاں لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا'' (متفق علیہ)

☆ حدیث ۷:۔

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی

بے شک رسالت ونبوت منقطع ہوچکی ہے، لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی (جامع ترمذی ۲ ص ۹۱)

☆ حدیث ۸:۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے (جامع ترمذی)

☆ حدیث ۹:۔

یا ایھا الناس انہ لم یبق من مبشرت النبوۃ الا الرویا الصالحۃ یرھا المسلم او تری لہ

اے لوگو! نبوت کی مبشرات سے کچھ بھی باقی نہیں رہا مگر اچھے خواب، جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے کسی اور کو دکھایا جائے (سنن ابوداؤد)

☆ حدیث ۱۰:۔

انا محمد و انا نبی الرحمۃ و نبی التوبہ و انا المقفی و انا الحاشر و نبی للملاحم

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت اور توبہ کا نبی ہوں، میں سب سے آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں، میں جہادوں کا نبی ہوں، (مسند احمد)

☆ حدیث ۱۱:۔

نحن الاخرون من اھل الدنیا و الاولون یوم القیامۃ المقضی لھم قبل الخلائق

ہم دنیاوالوں میں سب سے بعد آنے والے ہیں، اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں، تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لیے حکم نافذ ہو گا، (سنن ابن ماجہ)

☆ حدیث ۱۲:۔

نحن اخر الامم و اول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا

ہم ہی سب امتوں کے آخر ہیں اور پہلے ہیں جن سے حساب لیا جائے گا، اور سب امتیں ہمارے لیے راستہ چھوڑ دیں گی، (سنن ابوداؤد)

☆ حدیث ۱۳:۔

ذھبت النبوۃ و بقیت المبشرات

نبوت تو ختم ہوگئی، مبشرات باقی رہ گئیں،

(مسند احمد، کنز العمال ج ۸ ص ۳۴)

☆ حدیث ۱۴:

لانبی بعدی و لا امۃ بعد امتی

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں، (بیہقی)

☆ حدیث ۱۵:۔

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الرویا الصالحۃ

نبوت سے کچھ باقی نہیں بچا مگر اچھی خوابوں کی بشارت، (بخاری شریف، کنز العمال ج ۸ ص ۳۳)

☆ حدیث ۱۶:۔

یاعم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ

اے چچا (عباس) اپنی جگہ سکون کریں، اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہجرت ختم فرمائی جیسے مجھ پر نبوت ختم فرمائی، (فضائل الصحابہ ابونعیم)

☆ حدیث ۱۷:۔

انا قائد المرسلین ولافخر و انا خاتم النبیین ولا فخر و انا شافع و مشفع ولا فخر

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں، اور مجھے کوئی فخر نہیں، اور میں تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں، اور میں شفاعت کرنے والا ہوں، اور وہ جس کی شفاعت قبول ہے۔ اور مجھے کوئی فخر نہیں، (سنن دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۴)

☆ حدیث ۱۸:۔

فو اللہ لانا الحاشر و انا العاقب و انا النبی المصطفیٰ

اللہ کی قسم میں حاشر ہوں، اور میں عاقب (بعد میں آنے والا) ہوں اور میں نبی مصطفیٰ ہوں، (مستدرک حاکم)

☆ حدیث ۱۹:۔

كنت اول النبين فى الخلق و اخرهم فى البعث

میں تخلیق میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں آخر ہوں، (طبقات ابن سعد)

☆ حدیث ۲۰:۔

لى عشرة اسماء عند ربى انا محمد و احمد و الفاتح و الخاتم وابو القاسم والحاشر والعاقب والماحى و يسين وطه

میرے رب کے پاس میرے دس نام ہیں، میں محمد، احمد، فاتح، آخری نبی، ابو القاسم، حاشر، عاقب (بعد میں آنے والا) کفر کو مٹانے والا، یسٰین اور طہٰ ہوں، (دلائل النبوۃ ابو نعیم)

☆ حدیث ۲۱:

انى مكتوب عند الله فى ام الكتاب لخاتم النبيين و ان ادم لمنجدل فى طينته

میں اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح قدرت میں آخری نبی لکھا گیا تھا جبکہ آدم اپنی مٹی میں تھے، (سنن بیہقی، کنز العمال ج ۸ ص ۳۳)

☆ حدیث ۲۲:

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدى

نبوت تو چلی گئی، پس میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہو سکتی، (معجم کبیر طبرانی، کنز العمال ج ۸ ص ۳۴)

☆ حدیث ۲۳:۔

ولا سالت الله شيا الا اعطانيه غير انه قيل لى لانبى بعدك

میں نے جو کچھ بھی اللہ سے مانگا اس نے ضرور عطا کیا مگر مجھے یہ کہا گیا کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں، (معجم اوسط طبرانی)

☆ حدیث ۲۴:۔

ان الله بعثنى لتمام مكارم الاخلاق و كمال محاسن الافعال

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لیے بھیجا، (شرح السنہ، مشکوۃ ج ۳ ص ۲۳۷)

☆ حدیث ۲۵:۔

اول الرسل ادم واخرهم محمد

رسولوں میں اول آدم اور آخر محمد ہیں، (نوادر الاصول)

☆ حدیث ۲۶:۔

وانا المقفى قضت النبيين عامة و انا قثم

اور میں تمام نبیوں کے آخر میں آیا ہوں اور نہایت کامل ہوں، (مطالع المسرات)

☆ حدیث ۲۷:۔

ان لى اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحى الذى يمحو الله بى الكفر وانا الحاشر الذى يحشر الناس علٰى قدمى و انا العاقب الذى ليس بعده نبى

بے شک میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، اور میں ماحی ہوں، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو ختم فرمائے گا، میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں میں لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا، اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، (سنن نسائی، مشکوۃ شریف ج ۳ ص ۲۳۹)

☆ حدیث ۲۸:۔

انا محمد و احمد و المقفى والحاشر

میں محمد، احمد، آخری نبی اور حاشر ہوں، (مسلم شریف)

☆ حدیث ۲۹:

فیاتون محمداً فیقولون یا محمد انت رسول الله و خاتم الانبیاء

قیامت کے دن سب محمد مصطفی ﷺ کے حضور آ کر عرض کریں گے، اے محمد مصطفی آپ اللہ کے رسول اور نبی آخر ہیں۔ (جامع ترمذی، ج۲ص۲۶)

☆ حدیث ۳۰:

قال آدم من محمد قال اخر ولدک من الانبیاء

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا، کون محمد، جبریل نے کہا نبیوں میں آپ کے آخری فرزند، (حلیۃ الاولیاء)

☆ حدیث ۳۱:۔

الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شیی و جعل امتی خیر امة اخرجت للناس و جعل امتی هم الاولین و الاخرین فاتحا و خاتما

تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا، مجھ پر فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے، میری امت کو بہترین امت قرار دیا، اسے اول و آخر قرار دیا، میں ہی فاتح اور خاتم (آخری نبی) ہوں، (مسند ابو یعلیٰ)۔

☆ حدیث ۳۲:۔

فقال یارب من هذا، قال هذا ابنک احمد هو الاول و هو الاخر و هو اول شافع و اول مشفع

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے مولا یہ نور کس کا ہے، فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے، وہ اول بھی ہے اور وہ آخر بھی ہے، وہ پہلے شفاعت کرنے والا ہے اور پہلے اس کی ہی شفاعت قبول ہوگی، (ابن عساکر)

☆ حدیث ۳۳:۔

قال صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الی و اذ سالتنی بحقه فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک وهو اخر الانبیاء من ذریتک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا، وہ مجھے ساری مخلوق سے پیارا ہے۔ اور جب تو اس کے وسیلے سے مجھ سے مانگے گا تو میں نے تیری مغفرت فرما دی، اور اگر محمد مصطفی نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا، وہ تیری اولاد سے آخری نبی ہے، (معجم کبیر طبرانی)

☆ حدیث ۳۴:۔

مجھے فرشتے نے کہا!

انت محمد رسول الله المقفی الحاشر

آپ محمد، اللہ کے رسول ہیں، آخری نبی اور حاشر ہیں، (دلائل النبوۃ)

☆ حدیث ۳۵:۔

حضور سید المرسلین ﷺ نے سوسمار سے پوچھا کہ میں کون ہوں، اس نے جواب دیا!

انت رسول رب العالمین و خاتم النبیین

آپ تمام جہانوں کے رب کے رسول اور آخری نبی ہیں،

(معجم اوسط طبرانی البدایہ ج۶ص۱۴۹)

☆ حدیث ۳۶:۔

انما بعثت فاتحاً و خاتما

یعنی مجھے فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہے، (شعب الایمان بیہقی)

☆ حدیث ۳۷:۔

☆ حضور رسالتماب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کہا یارسول اللہ!

سماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقاً و سماک بالاخر لانک اخر الانبیاء فی العصر و خاتم الانبیاء الی اخر الامم (شرح شفا تلمسانی)

آپ کا نام اول ہے کہ آپ تخلیق میں سب نبیوں سے اول ہیں، اور آپ کا نام آخر ہے اس لیے کہ آپ زمانے میں سب نبیوں سے آخر ہیں، آپ آخری امت کی طرف آخری نبی بن کر آئے،

☆ حدیث ۳۸:۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن عرض کریں گے!

دعوتھم یارب دعا فاشیا فی الاولین والاخرین امة بعد امة حتی انتھی الی اخر النبیین احمد فانتسخه و قراه و امن به و صدقه

اے اللہ! میں نے اپنی قوم کوایسی دعوت دی جو سب قوموں میں مشہور ہوگئی، حتی کہ احمد مصطفیٰ، آخری نبی تک بات جا پہنچی، انھوں نے اس دعوت کو لکھا، پڑھا، اس پر ایمان لائے اوراس کی تصدیق کی، (مستدرک، حاکم)

☆ حدیث ۳۹:۔

انا محمد ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم العربی الحرمی المکی لانبی بعدی

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم عربی، حرمی، مکی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (تنبیہ الغافلین)

☆ حدیث ۴۰:۔

لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذابون منهم مسلمة والعنسی والمختار

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب نہ نکلیں گے۔ ان میں مسلیمہ، عنسی اور مختار بھی شامل ہیں، (مسند ابو یعلیٰ)

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اثبات

عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی کے عنوان سے ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں ایک درویش صفت ماہر تعلیم اور دینی قلمکار پروفیسر سید شبیر حسین شاہ نے ایک نہایت خوبصورت کتاب شائع کی ہے، جس میں انھوں بڑی شرح وبسط کے ساتھ ملت مسلمہ کے موقف کی ترجمانی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا وہ عظیم الشان عقیدہ ہے۔ کہ اس کی بنیاد پر مسلمانان عالم کا دین وایمان مستحکم ومصدق اور ان کا عمل یگانگت وہمہ گیری کا مظہر ہوتا ہے۔ اس عقیدہ کی مختصر تشریح اس طرح ہے کہ سلسلہ نبوت کا آغاز ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق وتبعیث سے ہوا۔ اور پھر مختلف علاقوں، زمانوں، قبیلوں، قوموں اور ملکوں وغیرہ میں یہ منصب پروان چڑھتا ہوا حضور سرور کائنات، صاحب لولاک، رحمۃ للعلمین، ہی اولین و آخرین ﷺ کے عہد تک منتہی ہوا۔ بعثت آدم علیہ السلام و بعثت محمدی ﷺ کے درمیان روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش پیغمبر احکام الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کرنے آئے اور بروایات مصدقہ تقریباً تین سو پندرہ اولوالعزم اور مقدس رسولانِ عظام مبعوث ہوئے اور انھوں نے پیغام الٰہی کی ترویج ونفاذ کرنے کا حق ادا کیا۔ لیکن حضور سرور دو عالم ﷺ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ

ماکان محمداً ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین (الاحزاب۔۴۰)

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں (مگر ہاں) وہ اللہ کے رسول ہیں (اور رسول امت کا روحانی باپ ہی ہوتا ہے) اور (سلسلہ) انبیاء کے ختم کردینے والے ہیں۔"

یعنی رسول اللہ کی تمہارے لیے ابوت بحیثیت نبوت اب قیامت تک رہے گی اس لیے کہ اوروں کا آنا اب ناممکن ہے۔

قرآن مجید نے اس اعلان کو آیۂ تکمیل دین کے ذریعے مؤکد کیا گیا ارشاد ربانی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔ (المائدہ۔۳)

ترجمہ: ''آج کے دن میں نے (اے مسلمانو) تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر میں نے اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر میں راضی ہوگیا ہوں۔''

اس کے علاوہ تقریباً اٹھانوے آیات قرآنی اور ہیں۔ جو اشارۃً، مجملاً اور مفصلاً عقیدہ ختم نبوت کی تائید وتصدیق کرتی ہیں۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں (ا) حدیث کے ذخیرہ پر نظر ڈالی جائے۔ تو تقریباً دوسودس احادیث اس عقیدہ (ختم نبوت) کی صحت پر شاہد ہیں۔ بطور نمونہ ایک حدیث مبارکہ تبرکاً درج کی جاتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه و اجمله الا موضع لبنة من روایة فجعل الناس یطوفون بهٖ و یعجبون له و یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنة و انا خاتم النبیین (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء، رواہ المسلم فی الفضائل، رواہ مسند احمد فی مسندہ، رواہ النسائی، رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ''میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشہ میں (۴) ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی پس لوگ اس (گھر) کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا۔ اور میں ہی خاتم النبیین ہوں یا مجھ پر تمام رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

عقیدہ ختم نبوت پر صحابہ کرام کا اجماع مستند تاریخ سے ثابت ہے۔ چنانچہ دور صدیقی میں مسیلمہ کذاب، شجاح اور طلیحہ اسدی جیسے جھوٹے مدعیان کے خلاف صحابہ نے جہاد وقتال کیا۔ اس میں مسلمان مقتولوں کو...... شہید...... سمجھا گیا۔ مدعیین، کذاب اور ان کے حواریوں کو کافر سمجھا گیا۔ ان کے خون کو حلال اور مال کو غنیمت سمجھا گیا ان کے دوران جنگ قید ہونے والے بیوی بچوں کو غلام ولونڈیاں بنایا گیا۔ چنانچہ ''جنگ یمامہ'' اسلام کی وہ مشہور جنگ ہے جو عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت وصیانت کے لیے لڑی گئی۔ اور مسیلمہ کذاب کو اس کے جھوٹے دعویٰ کی بناء پر کہ...... ''وہ اللہ کا نبی ہے''...... کیفر کردار کو پہنچایا گیا۔ اس سے اس عقیدہ کے بارے میں تمام صحابہ کے نظری و عملی عقیدہ کے اجماع کی سمت متعین ہوجاتی ہے۔

دور خلافت راشدہ کے بعد ہر دور، ہر طبقے اور ہر سطح پر عقیدہ ختم نبوت کو بالکل اسلام کی حقیقی قدروں کے مطابق سمجھا گیا۔ اور اس کے منکروں کی نہ صرف زبان سے مخالفت کی گئی۔ بلکہ طاقت سے ان کو ان کے جھوٹے دعوؤں سے رجوع پر مجبور کیا گیا۔ اور انکار کی صورت میں تہ تیغ کیا گیا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں منکرین کے انجام کی تاریخ علامہ ابوالقاسم رفیق دلاوری نے ''آئمہ تلبیس'' کے نام سے دو جلدوں میں مرتب کی ہے۔ جو دور رسالت کے اسود عنسی سے لے کر بیسویں صدی عیسوی کے جھوٹوں تک محیط ہے۔ جن کا انجام برا ہوا۔ بقول اکبرالہ آبادی

اسلام سے جس نے بھی بے وفائی کی ہے
پایا نہیں میں نے اس کا انجام بخیر

رسول خدا ﷺ نے اپنے بعد کسی بھی قسم کے ظلی، بروزی، شیلی، متبع نبی یا صاحب شریعت و بلا شریعت رسول و نبی کی آمد کی منسوخی کا صریحاً اعلان کیا ہے۔ قرآن کریم نے

نبی (خاتم النبیین) کا لفظ ہے۔ جس کا رسول ہونا ضروری نہیں مگر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے۔ یعنی نبی کے منصب کے انقطاع کا مطلب یہ ہوا۔ کہ سلسلہ نبوت بھی موقوف ہوا۔ اور سلسلہ رسالت بھی۔ مطلقاً نبی کا لفظ لایا گیا۔ جس میں نبوت کی ہر قسم شامل ہے۔ یعنی ہر قسم کی نبوت منقطع و موقوف ہے۔ قرآن کریم کے اعلان ''خاتم النبیین'' کے مفہوم کی تشریح و تفصیل رسول اللہ ﷺ نے احادیث کے ذریعے ذکر فرمائی۔ مگر ہاں دو ہستیوں کی آمد کا ذکر بھی ہوا ہے۔ جو اعلان ختم نبوت کے بعد آئیں گی۔ مگر ان ہستیوں کی آمد سے نہ تو عقیدہ ختم نبوت کی صحت متاثر ہو گی اور نہ ہی ان ہستیوں کی آمد سے جمہور مسلمانوں کے انقطاع نبوت کے عقیدہ میں کسی قسم کی کمی و بیشی ہونے کا امکان ہے۔ ان دونوں ہستیوں کا آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے۔ اور جو روح حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے۔ وہ عقیدہ ختم نبوت کے موافق اور منکرین کے دعووں کے مخالف ہے۔ ......مشتے از خروارے......صرف ایک ایک حدیث پیش خدمت ہے چنانچہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں:

''حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد، حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ ''میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد درمیانہ، ان کی رنگت سرخ و سپید، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے۔ حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو ٹکرے ٹکرے کر دیں گے۔ خنازیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ختم کر دیں گے (دے گا)۔ اور وہ زمین میں چالیس سال قیام فرمائیں

گے پھر وہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔''

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی متعدد نشانیاں اور آپ کے دینی اقدامات کا اثبات مذکور ہے۔ آپ کس حیثیت سے زمین پر چالیس سال تک قیام فرمائیں گے۔ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے تفسیر کبیر کے مفسر علامہ فخر الدین رازیؒ شافعی رقم طراز ہیں کہ

''انبیاء کا دور حضور سیدنا محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہو گئے تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد حضور سیدنا محمد ﷺ (کی شریعت) کے تابع ہوں گے۔''

(جلد سوم صفحہ نمبر ۳۴۳)

علامہ آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۳۲ پر اسی مفہوم کو یوں مشرح بیان فرماتے ہیں کہ ''پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے بہر حال اس (نبوت) سے معزول تو نہ ہو جائیں گے مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ (پچھلی شریعت) ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے۔ اور اب وہ اصول و فروع میں اس شریعت کی پیروی کے مکلف ہوں گے۔ لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہو گا بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپ ﷺ کی امت میں امت محمدیہ ﷺ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔''

غرض یہ کہ سینکڑوں احادیث میں نزول مسیح علیہ السلام کا واضح علامات اور بین نشانیوں کے ساتھ تذکرہ موجود ہے۔ جو کہ شریعت محمدیہ ﷺ کی اقتداء میں ترویج دین محمدی ﷺ کے لیے ہوگی۔ تقریباً تمام عربی، فارسی اور اردو مفسرین نے نزول عیسیٰ علیہ

السلام کے عقیدے کو جمہور مسلمان امت کے عقیدے کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

آمد مہدی علیہ السلام پر بھی محدث شوکانی کے نزدیک پچاس حدیثیں، سید بدر عالم مدنی کے نزدیک پچاس مرفوع احادیث اور اٹھائیس آثار اور مصنف التعلیق الصبیح کے نزدیک ظہور مہدی پر نوے سے زائد احادیث موجود ہیں جنہیں تیس صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ ''آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا۔ جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قبل پیدا ہوگا دجال اس کے عہد میں ظاہر ہو گا۔ مگر اس دجال کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ، نماز کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹے گا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے کہ چونکہ آپ مصلے پر جا چکے ہیں۔ لہذا اب امامت آپ ہی کا حق ہے اور یہ اس امت (امت محمدیہ ﷺ) کی بزرگی ہے۔ (کہ ایک نبی ایک غیر نبی کو نہ صرف یہ کہ امامت کا حق دے بلکہ خود اس کی اقتداء میں نماز ادا کرے) اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ نماز آپ کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔ یہ تمام صفات ان صحیح احادیث سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ جمہور امت کے نزدیک یہ خلیفہ حضرت امام مہدی ہوں گے۔ اگر چہ ان تمام احادیث میں نام کی صراحت نہیں ہے مگر بعض احادیث میں نام کی صراحت موجود ہے لہذا علامہ سفارینی کے نزدیک ایمان لانا اس (خروج وظہور امام مہدی) پر واجب ہے جیسا کہ علمائے اہل سنت کے ہاں ثابت اور مدون ہے۔

درج بالا تصریحات اور دوسری تفصیلات سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل سنت کے

نزدیک حضرت امام مہدیؒ اولاد رسول ﷺ ہوں گے۔ اور آپ کا منصب جزوی طور پر انبیاء علیہم السلام کے مماثل ہوگا۔ مگر نہ آپ کسی قسم کا کوئی دعویٰ نبوت و رسالت کریں گے۔ اور نہ ہی آپ دین محمدی ﷺ کے علاوہ کسی اور عقیدے یا دین کی تبلیغ و تشہیر کریں گے۔ جبکہ شیعہ عقائد میں خصوصیات مہدی علیہ السلام میں اہل سنت کے عقائد سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ انھوں نے بھی امام مہدی کو خصائص نبوت سے متصف کرنے کے باوجود نبی یا رسول نہیں کہا۔

اسی طرح نئی نسل کے نمائندہ قلمکار مولانا محمد نعیم نگوروی نے ''شرح اسماء النبی الکریم'' کے نام سے کتاب مرتب کی ہے جس میں انھوں نے آپ ﷺ کے اسم گرامی الخاتم کے زیر عنوان بہت خوبصورت بحث کی ہے۔ دور جدید کے نت نئے فرقوں میں ایک فرقہ ایسا ہے جس نے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کو حتمی نہ سمجھا تو انھوں نے قرآن مجید کی آیات بینات کو غلط معانی ومفاہیم میں ایسا ڈھالا کہ پڑھنے سننے والا انگشت بدنداں ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہاں عقلی دلائل کی بجائے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے موضوع پر صرف احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر اتنی بات ذہن نشین کر لی جائے کہ امت میں نئی نبوت کا اجراء رحمت نہیں بلکہ موجب لعنت ہے۔ اس مسئلہ پر صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، علماء ربانیین، اولیاء کاملین کا اجماع ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ اس کی گنجائش ہے۔ جو آپ ﷺ کی نبوت کے بعد اس کا دعویٰ کرے گا وہ دجال، کذاب، جھوٹا، لعنتی اور مردود وکافر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی ایک نبی دنیا سے اٹھ جاتا تو دوسرا نبی آجاتا جو اس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء

ہوں گے۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے خوبصورت عمارت بنائی مگر اس عمارت کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے ہیں اس کی خوبی پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں مگر کہتے ہیں یہ خالی جگہ کیوں چھوڑی ہوئی ہے۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی مجھے جوامع الکلم عطا کیا، مجھے رعب عطا کیا گیا، میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا، میرے لیے زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا، مجھے ساری مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا اور مجھ پر نبوت ختم ہوگئی۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر نبوت و رسالت ختم ہوگئی میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ (ترمذی) آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، میں حاشر ہوں، میں عاقب ہوں، عاقب وہ ہے جس پر نبوت ختم ہو جائے۔ (بخاری و مسلم) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانہ میں نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (ابن ماجہ) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک روز اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے (گویا کہ آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں) آپ نے تین بار فرمایا میں محمد نبی اُمی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (مسند احمد) آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔ صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ بشارت کیا ہے؟ آپ نے

فرمایا اچھے خواب (یعنی اب سلسلہ نبوت ختم ہے) (نسائی) آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق ہوتے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد) آپ ﷺ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا اعلان حق دیکھئے۔

اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے ابومسلم خولانی صحابی رسول کو بلایا۔ ان سے کہا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے فرمایا میں کچھ سنتا ہی نہیں۔ اس نے کہا تم گواہ دیتے ہو کہ محمد اللہ کے آخری رسول ہیں آپ نے فوراً کہا ہاں گواہی دیتا ہوں۔ اس نے یکے بعد دیگرے تین بار پوچھا تو آپ نے ہر بار اٹل جواب دیا۔ اس نے اپنے چیلوں چانٹوں سے کہا ایندھن اکٹھا کرو اور اس میں آگ لگاؤ۔ جب آگ لگ گئی تو ابومسلم خولانی کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا۔ لیکن لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب دیکھا کہ آگ نے صحابی رسول کا بال بھی بیکا نہ ہونے دیا۔

اسود نے کہا خدارا تم ابومسلم کو یہاں سے شہر بدر کر دو کہیں اس واقعہ کو سن کر لوگ اثر نہ لیں۔ چنانچہ حضرت ابومسلم نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا، مسجد نبوی میں گئے نوافل شروع کیے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ سلام کے بعد آپ سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو۔ آپ نے کہا میں یمن کا باشندہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

پوچھا ہمارے اس بھائی کا کیا حال ہے جس کو جھوٹے نبی نے آگ میں ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ تو آپ نے آگے بڑھ کر اپنے سینے سے لگایا اور ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے اس شخص کی زیارت نصیب کی جس نے سنت ابراہیمی کو زندہ کیا اور جن کے لیے آگ گلزار بن گئی۔ (ضیاء النبی)



قادیانیوں کی ہرزہ سرائی کا مدلل ومسکت جواب

فاضل پنجاب حضرت علامہ قاضی عبد الغفور رحمہ اللہ تعالیٰ کا آبائی تعلق موجودہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں پنجہ شریف سے تھا اور اپنے زمانے میں فیروز پور چھاؤنی میں آرمی کے خطیب اور مستند وجید عالم تھے طبعاً مسلکِ دیوبند کی طرف راغب تھے مگر بعض موضوعات پر انہیں اشکال تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ سے مناظرہ کے لیے بریلی شریف پہنچے۔ حسن اتفاق کہ اس وقت امام احمد رضا قدس سرہٗ حدیث پاک کی کلاس پڑھا رہے تھے جب انہیں معلوم ہوا تو یہ بھی حلقہ درس میں جا بیٹھے۔ خدا کی شان دیکھئے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے دوران درس ان تمام موضوعات پر سیر حاصل اور نہایت محققانہ گفتگو فرمائی جن پر اشکالات حضرت مولانا قاضی عبد الغفور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود تھے اس درس سے ان کی اس قدر تسلی ہوئی کہ کسی طرح بھی کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔ جب درس ختم ہوا تو شرکاء نے امام سے ملاقات شروع کی، آپ بھی آگے بڑھے، مصافحہ کا اعزاز پایا تو امام احمد رضا نے پوچھا...... مولانا! کیسے تشریف لائے؟ بے ساختہ عرض کیا، حضور! مرید ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا، کیا پڑھے ہوئے ہو (واضح رہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ ان پڑھ لوگوں کو بیعت کرنے میں تامل فرماتے تھے،) جواباً درسیات کی تمام کتب کے نام گنوا دیئے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ مولانا! کچھ عرصہ یہیں قیام فرمائیے اور مزید پڑھیے...... مولانا قاضی عبد الغفور رحمہ اللہ تعالیٰ دو سال بریلی شریف حاضرِ خدمت رہے دورہ شریف امام احمد رضا سے پڑھا۔ دستار فضیلت اور

دستار خلافت و اجازت کی تحریری اسناد سے سرفراز ہوئے اور پھر پنجہ شریف مستقل سکونت اختیار کی اور خدمتِ دینِ مبین میں ساری زندگی صرف کر دی۔ حضرت سیاحِ حرمین باباجی سید طاہر حسین شاہ جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں آپ کا مزار مبارک پنجہ شریف میں مرجعٔ خلائق ہے رد قادیانیت کے حوالے سے زیر نظر تحریر آپ کے تبرکات میں سے ایک ہے اس تحریر کا عنوان فاضل مصنف نے ''عمدۃ البیان فی جواب سوالاتِ اہل القادیان'' رکھا تھا اور یہی ۱۹۰۷ء میں خالد پریس سرگودھا سے محمد اختر خان (مینجر) کے اہتمام سے کتابچے کی صورت میں شائع ہوئی۔ لہذا اس کو اسی تناظر میں پڑھا جائے۔ ہم محترم قارئین کی خدمت میں یہ علمی تحریر پیش کرتے ہوئے روحانی مسرت محسوس کر رہے ہیں تاہم عصری ضرورت کے تحت بعض مقامات پر زبان و اسلوب میں مناسب تبدیلی کر دی گئی ہے تا کہ نفس مسئلہ کی تفہیم میں محترم قارئین کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے ملاحظہ فرمایئے۔

قادیانیوں نے چند سوالات اپنے مذہب کی صداقت کے لیے دلائل قرآن سے پیش کیے ہیں ان کو معہ جوابات ہدیہ ناظرین پیش کیا جاتا ہے تا کہ حق و باطل ظاہر ہو۔ **جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** ...... حق آیا اور باطل (ناحق) بھاگا بلاشبہ ناحق بھاگا کرتا ہے...... قادیان کے مرزائیوں نے آٹھ سوالات پیش کئے ہیں اول ان کو ملاحظہ فرمائیں پھر ان کے جوابات کو ملاحظہ فرمائیں۔

سوالات

(۱) عیسیٰ علیہ السلام کی فوتیدگی قرآن مجید سے ثابت ہے۔ **اذ قال اللہ**

یاعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفرو ...... الایۃ ...... ترجمہ ...... (جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا اور اٹھانے والا ہوں اور کافروں کے الزام سے پاک کرنے والا ہوں) اس کی تفسیر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے کہ **متوفیک** کے معنی **ممیتک** کے کیے ہیں کہ میں نے تجھے مارا...... یعنی...... فوت کئے گئے ہیں تو معلوم ہوا کہ رئیس المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (اس کے معنیٰ) فوت ہونے کے کیے ہیں۔ لہذا وہ فوت ہو چکے ہیں۔

جواب: ۔ **اقول وباللہ التوفیق** ۔ (۱) تفسیر عبد اللہ بن عباس میرے سامنے موجود ہے وہ اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں...... مقدم موخر ہیں۔ میں تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں پاک کرنے والا ہوں اور کافروں کے داؤ سے تجھے نجات دینے والا ہوں عبارت یوں (مقدم وموخر **یقول انی رافعک الی و مطھرک منجیک من الذین کفرو**) **متوفیک** اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مستقبل ہوا کہ میں تجھے فوت کرنے والا ہوں یہ نہیں کہ تم کو فوت کر چکا۔ اس پر قرینہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا (**ثم متوفیک قابضک بعد النزول**) تمہارے اترنے کے بعد پھر تجھے قبض کروں گا۔ معلوم ہوا کہ ابھی قبض کیا نہیں، آئندہ قبض فرمائے گا۔ جیسے کہ تفاسیر و احادیث میں موجود ہے اور اناجیل میں بھی موجود ہے دیکھو انجیل برنباس۔

(۳) **توفی** کے معنی فوت میں منحصر نہیں **توفی** اپنے اپنے موقع پر آتا ہے کبھی حقیقی معنی میں آتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید کے مقامات پر حقیقی معنی میں **توفی** فوت

کے معنی میں مستعمل ہے۔والذین یتوفون سے چند آیات نقل کی گئی ولکن اعبد اللہ الذی یتوفیکم تک بیان کی گئی۔احمدی پاکٹ بک صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵......اور احادیث سے ۱۷۶، ۱۷۷......اورعرف عام صفحہ ۱۸۰ لغت ۱۸۰ تفاسیر ص ۱۸۲ سے ۱۸۶ تک ان سب مقامات پر حقیقی معنی مراد لیے گئے ہیں اور کبھی مجازی معنی مراد ہوتے ہیں۔جیسے توفی کل نفسٍ ماکسبت (پارہ ۴) ہرنفس کو اپنی کمائی کا پورا بدلا دیا جائے گا۔وھو الذی یتوفیک باالیل ویعلم باجرحتم بالنھار (وہ ذات پاک تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہے اور تمہاری ان کارروائیوں کو جانتا ہے)

بہت سے مقامات میں جہاں حقیقی معنی مراد ہوتے ہیں اور ایسے مجازی معنی مستعمل ہوتے ہیں لہذا یہاں پر توفی کے معنی مجازی ہیں جیسے کہ توفی کل نفس ماکسبت اور یتوفیکم میں مجازی معنی مراد بلکہ اس کے معنی پورا کرنے کے ہیں بڑا قرینہ قرآنیہ موجود ہے۔و ان من اھل الکتاب الالیومن بہ قبل موتہ (ایسا اہل کتاب کوئی نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے سے پہلے ایمان نہ لائے) حالانکہ ابھی تک لاکھوں یہودی، عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے معلوم ہوا کہ قبل از قیامت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔اور یہود اور دہر کے عیسائی، عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے تب قیامت آئے گی یہ قرینہ ہے یہاں توفی کے مجازی معنی مراد لینے کے بعد از نزول توفیک کے حقیقی معنی مراد ہوں گے۔

چنانچہ تفسیر عباسی میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ معنی و تفسیر فرمائی (یہودی و نصاری، عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لائیں گے کہ عیسیٰ نبی تھے) ساحر جادوگر نہ تھے اور نہ خدا تھے اور نہ خدا کے شریک اور نہ بیٹے تھے اور یہ ان (عیسیٰ) کی

وفات سے پہلے اور انؑ کے اترنے کے بعد، پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے) و ان من اھل الکتاب ای و ما من اھل الکتاب الیھود والنصاری الا لیومنین بہ بعیسی الہ لم یکن ساحر ولا اللہ ولا اینہ ولا شریکہ قبل موتہ قبل خروج تفسیر عند المعائنۃ ولا ینفعہ ذالک ویقال قبل موتہ بعد نزول عیسیٰ ثم یموت اور قرینہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اترنے کا تفسیر عباسی میں ہے۔(و انہ لعلم للساعتہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے آنے کی نشانی ہیں۔ورنہ نزول عیسیٰ ابن مریم لعلم للساعتہ...... لبیان قیام الساعتہ یہ تفسیر عباسی میں موجود ہے۔اور بعینہ عبارت نقل کی گئی ہے۔اور و ماقتلواہ و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم اور وما قتلواہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا اور نہ ہی ان کو قتل کیا بلکہ ارشادات خدا تعالیٰ احادیث اور تفسیر میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ مع جسم جانا اور واپس آنا معلوم ہوتا ہے۔

(۱) حسن بصریؒ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے یہود کو فرمایا کہ عیسیٰ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔حدیث (قال الحسن یھود ان عیسی لم یمت و انہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ) از تفسیر در منثور بحوالہ سیف چشتیائی صفحہ ۲۵،......

(۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرمائی۔میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان سے نازل ہوں گے (راوی ابن اسحاق بن بشیرو ابن عساکر عن ابن عباس حدیث...... قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک نزل

اخی عیسیٰ ابن مریم من اسماء کنزل العمال قرینه بل رفعه الله الیه تفسیر عباسی میں ہے۔الی السماء اور اٹھائے گئے آسمان کی طرف۔

(۳) تفسیر ابن جریر میں ہے ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا تعالیٰ نے آسمان کی طرف عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا (راوی ابن جریر ابن حاتم من ربیع قال ان النصاری انو النبی ﷺ)

(۴)......قال الستم تعلمون ان ربنا حیی لا یموت و ان عیسیٰ یا علیه الغناء)

حدیث:۔عبدُ اللہ بن سلام سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔چوتھی قبر عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔

(عن عبد الله ابن سلام قال یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول الله ﷺ وصاجیه فیکون قبره رابعا)

۵۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا جبکہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔

(حدیث:۔عن ابی ہریرہ کیف انتم اذا انزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم...... رواہ البیهقی فی کتاب السما و الصفات)

سوال نمبر۲: دوسرا سوال مرزائیوں کا یہ ہے کہ اذقال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔تین الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ایک کلمہ اذ دوسرا قال تیسرا انت قلت یہ تینوں ماضی پر دلالت

کرتے ہیں یعنی عیسیٰ فوت ہو چکے۔

جواب نمبر۲:۔یہ قیامت کے واقعہ کا بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جب نصاریٰ کے بگڑ جانے کی وجہ پوچھی جائے گی اور سوال ہوگا اس کا ثبوت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا تفسیر عباسی میں ہے۔(و اذ قال الله یا عیسیٰ یقول الله یوم القیامته)(جلالین اور کمالین میں ہے۔)ماضی مضارع کے معنی میں ہے۔قالا ضی بمعنی المضارع اذیجئی بمعنی از اولوتری اذا فزعوا)تو یہاں قال بمعنی یقول ہے۔

سوال نمبر۳:۔حدیث کوثر مشہور ہے کہ حضور علیہ السلام سے خدا تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ آپ جانتے ہیں کہ تمہارے بعد امت نے کیا عمل کئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں ویسے جواب دوں گا جیسے کہ عبد صالح عیسیٰ نے جواب دیا۔فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم)پس جب کہ تو نے مجھے فوت کیا۔معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تو نے مجھے ان کے درمیان سے اٹھالیا (فلما توفیتنی رفعتی من بینهم)اور اس کا قرینہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قال الله الیوم ینفع الصاد قین صدقهم ۔یعنی جب سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔قال الله سیقول من الیوم ینفع الصادقین صدقهم)پس حدیث کوثر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی تفسیر میں واضح کر دیا کہ یہ واقعہ قیامت میں ہوگا۔

سوال۴:ما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل۔الایۃ۔

کوئی نبی زندہ نہیں رہا اس سے جتنے پہلے گزرے سب فوت ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے۔ وہ بھی فوت ہو گئے۔

جواب نمبر ۴: تفسیر ابن عباس میں خلت کے معنی موت کے نہیں کئے بلکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خلت کے معنی گزرنے کے کئے ہیں (وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل قد مصنت من قبلہ الرسل) قرینہ بتا رہا ہے کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کا نہ سابق اور نہ لاحق میں کہیں ذکر ہے۔ اس کا شان نزول دیکھنا چاہیے یہ شان نزول حضور علیہ السلام کو صدمہ پہنچنے کا اور مستقل مزاج رہنے کا اور مسلمانوں کو تعلیم دینا اور ترغیب جہاد پر مستقل رہنے اور غزا کی ترغیب دلانے کی ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام، نہ ذکر، نہ موت کا، نہ جہاد کا اور اگر خلت کے معنی موت کے حسب مرضی مرزا لیے جائیں و اذخلو اور و اذا خلا اور سنت اللہ التی قد خلت کے معنی کرے گا کہ منافق اپنی سنگت میں مرنے کے لیے جاتے تھے اور خدا تعالیٰ کی سنت مرگئی۔ محض خودغرضی کے لیے مرزا صاحب قرآن مجید کی تحریف کرتے رہے۔

سوال ۵: ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل...... اس کا جواب گزر چکا۔

سوال ۶: وما جعلنا بشر من قبلک و الخلد آپ سے پہلے بھی بشر ہمیشہ کے لیے نہیں رہا کسی کے لیے ہم نے خلد نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب پہلے کوئی ہمیشہ نہیں رہا تو عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ نہیں رہے فوت ہو گئے ہیں۔

جواب ۶: اب دیکھنا ہے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول کیا ہے اور یہ کس لیے

آیت نازل ہوئی۔...... تفسیر عباسی میں اس آیت کریمہ کا شان نزول یوں لکھا ہے کہ کفار حضور علیہ السلام سے بتوں کی توہین سن کر آپ کی وفات کے منتظر تھے کہتے تھے کب تک توہین کرے گا کسی دن تو فوت ہو جائے گا (نعوذ باللہ) ہماری جان چھوٹ جائے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ آپ کی وفات کے منتظر ہیں تو کفار کب تک ہمیشہ کے لیے رہیں گے آخر وہ بھی مرجائیں گے (تفسیر عباسی میں ہے (نزلت ھذہ الایتہ فی قولھم منتظر محمداً حتیٰ یموت فتسریح فقال تعالیٰ یا محمد انا نامت فھم الخالدون) عیسیٰ علیہ السلام کا نہ ذکر ہے نہ بیان، یونہی قادیانیوں کا گمان ہے پس یہ حجت ان کی بے فائدہ اور فضول ہے۔

سوال ۷: و فیھا تحبون و فیھا تموتون و منھا تروجون.

اے آدم تم اس میں سے نکلے اس زمین میں تم زندہ رہو گے اور اس میں مرو گے اور اسی سے نکلو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمیوں کی رہائش زمین میں ہے نہ کہ آسمان پر پھر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے چلے گئے؟

جواب نمبر ۷: یہ خطاب آدم علیہ السلام کو تھا، نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کئی ہزار برس آدم علیہ السلام کے بعد ہوئے۔ ان کو اس آیت سے کیا تعلق اور نہ اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے پھر ان کے ذمہ کہاں سے لگایا گیا۔ اس کے علاوہ کب منکر ہیں کہ عیسیٰ دنیا میں تشریف نہ لائیں گے۔ بلکہ ضرور تشریف لائیں گے، نکاح کریں گے۔ ان کی اولاد ہوگی بعدہ ازاں فوت ہوں گے لوگ جنازہ پڑھیں گے قیامت کے دن قبر سے، مٹی سے، زمین سے نکلیں گے جیسے اور لوگ دفن ہونے کے بعد نکلیں گے عیسیٰ علیہ السلام بھی حضور ﷺ کے روضہ

مبارکہ سے باہر آئیں گے۔

سوال ۸: (ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق) جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو پیدائش الٹا کر دیتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ عمر بیکار ہے لہذا عیسیٰ کو عمر زیادہ نہیں دی گئی۔

جواب ۸: ومن نعمرہ ننکسہ کا یہ جواب دیا تفسیر عباسی میں، کہ ہم انسان کو پہلی حالت میں لاتے ہیں گو اس کا مزاج بچوں جیسا ہو جاتا ہے (تحططہ فی الخلق ای فی خلق الاول کانہ طفل) یہاں عیسیٰ کا نہ بیان نصاً نہ صریحاً نہ اشارۃً نہ یہاں کوئی تعلق عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بے سود ہے۔

سوال نمبر ۹: عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری سے آسمان پر نہیں گئے۔صرف روح گیا ہے۔جسد کا آسمان پر جانا محال ہے۔

جواب ۹: قرآن کریم میں قتل کا ذکر ہے۔وما قتلوہ تو قتل جسم کا ہوتا نہ کہ صرف روح کا قتل ہوتا ہے۔بل رفعہ اللہ روح کی طرف راجع نہیں کہ روح مذکور نہیں جسم مذکور ہے۔تفسیر عباسی میں ہے بل رفعہ اللہ الیہ قزیتہ الی السماء مذکور ہے۔دوسرا ویکون علیھم شھیدا آپ لوگوں پر قیامت میں گواہ ہوں گے گواہی بھی اسی صورت میں ہوگی کہ آپ زندہ رہے ہوں گے ورنہ موت کے بعد کسی کی شہادت دینا بے معنی ہے آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے جیسے کہ شیخ شہاب الدین ابن حجر (تلخیص تا صفحہ ۳۱۹ جلد ۲ میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جسمانی حالت میں زندہ آسمان پر اٹھائے گئے (وما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفاسیر علی انہ رفع ببدنہ حیا)

سوال نمبر ۱۰: خرق التیام اور طبقات سماوی وکرہ سماوی طے کرنا ممتنعات سے بلکہ محالات سے۔

جواب نمبر ۱۰: جس صورت سے آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے آسمانوں اور طبقات سماوی عبور کرنے کی طاقت دی ایسے عیسیٰ علیہ السلام کو اور جیسے حضور علیہ السلام کو طبقات اربعہ اور سبع سموات طبا قاطبقہ ہوائی، آبی، ناری اور ارضی سے حضور ﷺ نے عبور فرمایا۔عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ایسا عبور فرمایا یہاں پر فلسفہ اور سائنس کا مقام نہیں ورنہ اس سے عبور ثابت کر کے دکھایا جاتا اور جیسے اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا (ورفعناہ مکانا علیا) جیسے جلالین میں ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں۔حی فی اسماء الرابعتہ والخامستاً والسادستہ حینی فی الجنۃ (تفسیر عباسی)

چار نبی زندہ ہیں دو آسمان پر ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دو زمین پر خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام واللہ اعلم۔اور رسولوں کے اعمال میں آیت ۹ اور انجیل برناس اور تورات میں اختوخ نبی بمعہ گاڑی آسمان پر تشریف لے گئے واللہ اعلم۔

مرزا کی غلطیاں سیف چشتیائی ص ۲ سے ص ۸۱ مسطور ہیں۔

مرزا صاحب نے براہین احمدی ص ۴۹۸، ۴۹۹...... میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے واپس آنا تسلیم کیا ہے۔(ترمذی، ابوداؤد) انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبین لانبی بعدی۔

کئی جھوٹے مہدی گزرے عبداللہ المہدی مدعی نبوت ہوا۔اس نے طرابلس

اور مصر بھی فتح کیا مگر ۳۱۶ھ میں مر گیا اسی طرح (جھوٹے) مہدی گزرے، مہدی (جھوٹے) ہونے کو تو کئی ہوئے۔ نبوت کا دعویٰ بھی کئی لوگوں نے کیا

(۱) جیسے اکبر بادشاہ نے ۱۵۸۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا ۲۵ برس اسی پر قائم رہا پھر مر گیا

(۲) عبدالقادر صالح ابن ظریف نے ۱۶۰۵ء میں نبوت کا دعویٰ کیا بعد از چند مدت مر گیا۔ (۳) اسی مرزے غلام احمد قادیانی، دعوات دین کئی دعوتیں جیسے کہ اس کے دعویٰ پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ ایسے سب لوگ اپنا دین و دنیا برباد کر کے دنیا سے نیست و نابود ہو گئے ایسے مرزا بھی اپنی عاقبت خراب کر کے مر گیا۔ نبوت تو کیا بعض نے خدائی دعویٰ کیا (۱) ۱۸۲۰ء میں ایک شخص نے خدا (رب ہونے) کا دعویٰ کیا۔

(۲) ۱۸۹۵ء میں میری موجودگی میں انبالہ میں ایک شخص نے خدائی دعویٰ کیا۔

(۳) ایک شخص نے رب ہونے کا پاک پتن میں ۱۹۳۸ء میں خدائی دعویٰ کیا جس کو میں نے کوٹ، پتلون اور ہیٹ پہنے دیکھا اور اس کے پیچھے سبز جھنڈیاں لیے لوگ پھرتے تھے۔

(۴) ایک عورت نے ربی (خدا) ہونے کا دعویٰ اسی زمانہ میں کیا اور اس رب مصنوعی کے ساتھ نکاح بھی پڑھا لیا (معلوم نہیں کہ رب اور ربی (معاذ اللہ) سے جو پیدا ہوا اس کا کیا نام رکھا گیا واللہ اعلم) تو اکثر بے دینوں کا سلسلہ چلتا رہا اور فنا ہوتا رہا مگر ایسا ملحد، بے دین، ملعون، زندیق کوئی نہیں گزرا جیسا مرزا کہ اس نے اپنے مطلب کے لیے ان پاک جماعت انبیاء علیہم السلام (جو کہ لوگوں کو بھی پاک کرتے تھے ویزکیکم کا خطاب اور جن کا عہدہ ممتاز تھا) ان کو بھی ناپاک

شخص نے دشنام اور گالی دیں اور پھر دعویٰ نبوت کیا علیہ ماعلیہ پھر وہ گمراہ انسان اپنے مطلب کے لیے حضور علیہ السلام کے معراج جسمانی کا منکر ہو کر کہتا ہے کہ وہ کشف اور خواب تھا اب سنو حقیقت آیت **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً** وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندہ (حضرت سیدنا محمد ﷺ) کو ایک رات کے مختصر حصے میں جیسے کہ قرآن مجید و تفاسیر و احادیث و اخبار و سیر و تواریخ میں موجود ہے اس کے علاوہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت اور مذہب یہ بیان کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کو معراج جسمانی ہوا۔ ابی بن کعب ابو امامہ تک فتاویٰ نظامیہ جلد نمبر ۷ میں دیکھ لیں اس کو بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، شفا قاضی عیاض ملخصاً...... اس کے علاوہ لغت سے بھی عبد جسم مع روح ثابت ہوتا ہے۔ **سبحان الذی اسریٰ بعبدہ** میں لفظ سیر ہے وہ جسم مع روح کے ایک ساتھ ہوتا ہے جیسے **فاسر باھلک بقطع من اللیل وسار باھلہ من جانب الطور واوحینا الی موسی ان اسری لعبادی لیلا لکم متبعون۔**

لوط علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا روح نکال کر پار نہیں کیا۔ بلکہ ان کو مع جسد و روح دریا اس پار کیا اور شہادت کے لیے یہ عبارات کافی ہیں۔

(۱) **حجۃ اللہ البالغہ جلد (۲ صفحہ ۱۹۰) واسری بعبدہ...... وکل ذالک بجسدہ ﷺ**

(۲) زاد المعاد صفحہ نمبر ۱۹ جلد ۱ ...... **الحق الذی علیہ اکثر الناس و معظمہ السلف وعامۃ المتاخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بجسدہ ﷺ.**

(۳) شرح فقہ اکبر اور مدارج النبوہ میں ہے۔ وخیر المعراج
بجسدہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تعظتبہ الی السماء ثم ما
اللہ فی المقامات العلی اے ثابت تجدیث بطرق متعددۃ فمن رد
ذالک و لم یومن بمعنی ذالک الامر فھو ضال مبتدع جامع
الضلالۃ والبدعۃ...... فتاویٰ نظامیہ جلد ۷...... خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ
علیہ السلام اور اکثر صحابہ کرامؓ وتابعین و تبع تابعینؒ ومحدثین وفقہا ومتقدمین ا
متفق ہیں کہ حضور علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسما
تشریف لے جانے کا ثبوت کتب سابقہ انجیل برناس ۱۱۲ فصل اموراور رسالوں
اعمال، تورات میں ہے یہود الیاس علیہ السلام کے آنے کے منتظر رہے اور مرز
نے براہین احمدیہ میں فصوص الحکم کا حوالہ دیتے ہوئے تسلیم کیا۔ گو بعد کو مکر گئے مگر
موجود ہے گویا کہ یہود، عیسائی، مسلمان، تورات، انجیل اور قرآن، عیسیٰ علیہ ال
کے آسمان پر جانے کے قائل ہیں اور مرزا دو مقام پر تسلیم بھی کر چکا تو اب ضد
علاج؟ اور جو غرض تھی وہ بھی پوری نہ ہوئی کہ مثل عیسیٰ علیہ السلام بروزی، ظلی
بننے کا شوق تھا۔ مگر دعویٰ بلا حجت و بلا ثبوت کون چلنے دیتا ہے؟ اس سے صاف ذ
ہوا کہ مرزا صاحب کذب بیانی اور مکر و فریب سے اپنا کام چلانا چاہتے تھے اور د
کی پلیٹ میں ہندو، مسلمان، عیسائیوں سب کے بزرگ بن کر ہڑپ کرنا چاہتے
تمام اندھے یا بے وقوف نہیں کہ سب کو مرزا صاحب اپنے پیچھے چلا کر دوزخی
میں ڈالتے۔

الغرض مرزا صاحب کا عقل (وحال سے خالی نہیں عقل سلیم تھا یا عقل سقیم

)اگر عقل سلیم تھا تو مرزا صاحب نقال اور بھانڈ تھے متقی یا کامل مومن نہ تھے کہ جیسا
کہ مرزا صاحب نے عقائد و اخلاق لکھے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ
علیہ السلام اور ان کی والدہ اور علماء کی توہین کی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی چادروں
اور بسترہ کے اور کھانے پینے اور پاخانہ پھرنے اور آسمان پر چڑھنے اور اترنے کے
راستے تلاش کرنے اور عیسیٰ علیہ السلام کی بے حد توہین کرنا کیا اسلام کی بو بھی مرزا
میں پائی جاتی تھی اور پھر اپنے خصوصیات اور بچہ (بچھڑے) عنموائیل و بشیر کی
جائز کرنی اور اپنی شان وشوکت حضور علیہ السلام سے بڑھانی اور پنجتن کی آمد اپنے
دروازہ پر ظاہر کرنی اور حضور علیہ السلام روبرو ہمکلام اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت
بارش کی طرح برستے رہنا اپنے اوپر اپنے مذاہب کے درجات وخطابات اور بعض
آیات اپنے حق میں اترتے جیسے۔ انا انزلناہ فی نزل لقادیان الیس اللہ بکاف
عبدہٗ اور خدا کا ہمراز ہونا خدا کا مرزے سے محیط ہو جانا بلکہ مرزا میں خدا کا دھنس
جانا بلکہ خدا ہو جانا اور درحقیقت ہو بہو ہو جانا اور ادھر کرشن جی مہاراج ہو جانا رشی
منی اوتار ہو جانا ملک جے سنگھ ہو جانا اور دعویٰ کرنا کہ خدا نے مرے سبب دعاوی کو سچا
کرنے لا یخلف المیعاد اور پہاڑ ٹلتے اور وعدہ نہ ٹلتے اور کیا کیا فضول بکنا اور
دشمنوں کو موت کا خوف و دھمکی دلانا جھوٹ بولنا نہ اس کی زندگی میں جس کی نسبت
پیشین گوئیاں کیں پوری ہوئیں نہ یہ سچا ہوا ہمیشہ جھوٹ اور بکواس بکتا رہا اس کی بددعا
کا نشانہ مولوی ثناء اللہ، مولوی عبد الحق غزنوی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی
ابراہیم ڈپٹی، مرزا احمد بیگ، سلطان محمد (خاوند محمدی بیگم) غرضیکہ کہاں تک خصوصاً
(ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے تو مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کیا اور یہ سب مرزے کے

بلانے کے لیے زندہ رہے مرزے کے مرنے کے بعد فوت ہوئے بعض تو ابھی تک زندہ ہیں جیسے مولوی ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ مرزے کی عمر روتے ہوئے اور دکھی کٹی اور فخر یہ کہتا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں ہر مہلک مرض سے محفوظ رکھوں گا بچائے رکھوں گا اور ہر ذلت سے بچاؤں گا لعنتی موت سے بچنے کی بڑی کوشش کی مگر آخر بچ نہ سکا۔

اپنے مطلب کے لیے نانک کا چولہ سلایا، آسمان سے منگوا لیتا اور حدیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت چادریں ہوں گی ان پر مخول بازی ہوتی میں اونی ریشمی، پشمینہ یا کی۔ کس کی رنگی کس نے سی کر دیں اور بستر کہاں سے آیا، عیسیٰ علیہ السلام وہاں کھاتے تھے وغیرہ احادیث اور قرآن مجید کی۔ نص، **و ان من اھل الکتاب الا یومنن به قبل موته**

اور کثیر احادیث کا انکار بلکہ مخول کر کے ٹال دینا کیا اسلام ہے کوئی مسلمان ہو کر شریعت مطہرہ کے ساتھ تمسخر کر سکتا ہے اور معزز خاندان کی خاندانی اور **والـلـه یعصمک من الناس وانا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** اور میں تجھے ہر بات میں کامیاب کروں گا کیا کیا بتاؤں ایسے بے دین کا اگر تو عقل سلیم ہے تو پھر پرلے درجے کا بے دین تھا اور اگر بے عقل ہے تو اس کا اتباع کرنا بھی بے عقلی ہے کہ پاگل کی بات کو کوئی عقلمند قبول نہیں کرتا اس کی خبریں متضاد ہیں کبھی ایک بات کرتا ہے تو کبھی اس کی ضد کرتا ہے اس کی باتوں کو عقلمند سوچ سکتا ہے دیکھو دو چادریں عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث میں آتی ہیں یہ عقلمند ان کو ذیابیطس بیماری کے ساتھ تعبیر کرتا ہے کہ دربار میں ایک ۲۰ برس اور دوسری پچیس برس اس کے ساتھ لاحق رہیں اور درد

گردہ، قولنج، زیری دق، سعال ۱۰۰ بار ایک شب و روز میں آجانا...... بل یہ چادروں کے حاشیہ تھے ڈاکٹر صاحب نے وہ درگت مرزا صاحب کی بنائی کہ شاید و باید مکار و غدار، بے ایمان، مفتری، کذاب، ملعون، پیٹ پرست وغیرہ وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی دعا عزت اور خدا کا عزت دینے کے وعدہ کے بجائے ذلت کا وعدہ پورا کیا سب مرادیں پوری نہ ہونے کا وعدہ پورا کیا جو اربعین صفحہ ۱۷، ۱۹ کے میں مکتوب ہیں۔ اربعین، تجھے ۸۰ سال زندہ رکھوں گا مگر غلط۔ تیری عمر واپس لاؤں گا مگر جھوٹ ص ۹۵، ۳۱۶...... ہر ایک جنت سے تجھے محفوظ رکھوں گا (تحفہ گولڑویہ)...... مگر بیچارہ نے چالیس سال عذابوں اور دکھوں میں گزاری۔ جب ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کو، کوسا تو مرزا صاحب نے اپنے لیے یہ دعا تجویز کی کہ اگر ڈاکٹر عبدالحکیم سچ کہتا ہے کہ میں لعنتی ہوں، کذاب ہوں، بیس پچیس برس سے خدا پر افترا باندھتا ہوں، تو خدا مجھے ایسی موت دے جس کے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی لعنت ہو، سو مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی تاریخ مقرر شدہ پر لعنتی موت یعنی (بیت الخلا) میں بروز منگل ہلاک اور مر گئے، یہ تھی (جھوٹے) نبی کی پیشگوئی، مرزئی اس کو سند رکھیں کہ کام آئے۔ مرزا صاحب ایسے جھوٹے ثابت ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب جن کی موت کی پیشگوئی مرزا صاحب نے کی تھی وہ ۱۹۲۰ء تک زندہ رہے اور مرزا صاحب ۱۹۰۸ء میں لعنتی اور جھوٹی موت مر گئے یہ ہیں مرادیں جو مرزا صاحب کی، ایسے ہی مرزا صاحب نے احمد بیگ، محمدی بیگم کے والد جس کو مرزے صاحب نے رشتہ داری کے حیلے بہانہ مکر و فریب، لالچ، دھمکی دے دلا کر جب کام نکلا احمد بیگ اور محمدی بیگم کی والدہ قابو میں نہ آئے تو احمد بیگ کو موت کا پیغام پہنچا

دیا مگر وہ بھی غلط نکلا اس میعاد مقررہ میں احمد بیگ فوت نہ ہوا پھر مرزا صاحب نے مولوی عبدالحق غزنوی مباہلہ کے لیے بلایا تو الٹا اس کا بیٹا مر گیا پھر مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر کے مباہلہ موت شائع کرائی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۵۰۰ انعام اس کو دینا کیا کہ جو ثابت کر دکھائے مولوی دستگیر صاحب نے مباہلہ کی شرط رکھی ہے اور دیکھئے مرزا صاحب کی راستگوئی ڈپٹی آتھم کے لیے پیش گوئی کی کہ پندرہ ماہ کے اندر، آتھم مرجائے گا اس کو الہام ہوا منجملہ میرے نشانوں میں ایک نشان اتھم والا ہے (نزول المسیح صفحہ ۱۶۳، ۱۶۹) جو بہت صفائی سے پورا ہوا حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۲، اتھم مر تو گیا (چاہے جب مرے) میعاد میں نہ مرے تو مرنا کیا...... یوں تو مرزا بھی مر گیا۔ پھر فرماتے ہیں صادق کی زندگی میں مرے گا (نزول المسیح صفحہ ۱۶۹) جب پندرہ ماہ گزر گئے اور پادری آتھم نہ مرا جس کی موت کے دنیا کے لوگ ہندو، مسلمان، عیسائی منتظر تھے پس وہ پندرہ ماہ گزرنے تک نہ مرا تو مرزا مارے شرم اور غم کے اندر گھس گیا۔ باہر نکلنا مشکل ہوا مگر آخر باہر نکلنے کے لیے بہانہ سوچا کہ وہ ضرور میعاد مقررہ پر مرجاتا مگر اس نے ستر آدمیوں کے سامنے توبہ کر لی (ان لوگوں نے ملک الموت کو ٹال دیا تو آتھم نہ مرا۔) یہ سب جھوٹ اور بکواس ہیں ان میں سے ستر آدمی کون سے ہیں ذرا فہرست تو مرزا صاحب کے حامی دکھائیں اور مرزا صاحب ضرورت الامام میری روحانیت کا خدا کفیل ہے میں سارے جہان کی معقولیت اور فلسفیت کے مسافر ہو کر آباد ہوں، میں سب پر غالب ہوں، کوئی مجھ پر غالب نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا نے روشنی کی فطرت مجھ میں ڈال دی ہے۔ جب پادری آتھم نے مرزا صاحب سے سوال کیا کہ مسیح بطور معجزہ پیدا ہوئے ہیں یا نہ۔ مرزا صاحب نے جواب

دیا کہ اگر عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہو تو کیڑے مکوڑے بھی باپ بغیر پیدا ہو جاتے ہیں جب برسات آتی ہے تو عام کیڑے مکوڑے ہو جاتے ہیں اور پھر عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی فوقیت جتلانے کے لیے کہہ دیا روحانی طور پر میں بغیر باپ کے پیدا ہوا کہ کتنے کیڑے برسات میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں (جنگ مقدس) پادری صاحب نے مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ جناب آدم کو کیڑوں مکوڑوں کی مناسبت عجوبہ نہیں دیکھتے (آتھم) مگر آدم علیہ السلام سے مدت کا یہ سلسلہ سے شروع ہوئے اور مخلوق بڑھتی گھٹتی آتی مگر عیسیٰ تو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ معجزہ سے پیدا ہوئے کہ آدم علیہ السلام سے مدت کا یہ سلسلہ جاری تھا مگر درمیان آ کر عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ نیا سلسلۂ معجزہ ہے ورنہ درمیان میں بن باپ اور کوئی دکھائے مگر مرزا صاحب لاجواب ہو گئے (پھر مرزا صاحب غصہ میں آ کر۔) اس وقت میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آتھم پندرہ ماہ کے اندر نہ مر جائے تو جھوٹے کو سزا دی جائے بلکہ اگر یہ نہ مرے تو مجھ کو ذلیل کیا جائے گلے میں رسہ ڈالا جائے پھانسی دیا جائے روسیاہ کیا جائے...... ہر ایک بات کے لیے میں تیار ہوں...... اللہ جل شانہ، کی قسم ہے کہ زمین آسمان ٹل جائے گا مگر یہ بات نہ ٹلے گی۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لیے سولی تیار کی جائے...... اور...... تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دیا جائے...... (جنگ مقدس ص ۱۸۸، ۱۹۰) انتظار کرتے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ کی شام کو پندرہ ماہ خوبی سے اور خریت سے گزرے ۶ ستمبر کو آتھم کے گلے میں عیسائیوں نے ہار پہنا کر ہاتھی پر سوار کر کے گلی کوچوں پھرایا ایک آدمی نے فرضی مرزا صاحب کی شبیہ (پتلا) بنا کر اس کا منہ کالا کر

کے (مرزا صاحب فرضی) کو بازار میں نچایا (دیکھو الہامات مرزا ص ۲۸......۴۰......اور ساتھ یہ اشعار پڑھتے گئے۔

اے او سن رسول قادیانی لعین، بے حیا، شیطان ثانی
نچاوے ریچھ کو جیسے قلندر یہ کہہ کر تیری مر جائے جلد نانی
نچاویں تجھ کو بھی ایک ناچ ایسا یہی ہے اک مصمم دل میں ٹھانی

بالآخر ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء آتھم موت طبعی سے مرا، نہ آسمانی ہلاکت، نہ زمینی اور نہ وبائی مرض جیسے کہ مرزا کا دعویٰ تھا۔ القصہ مرزا جھوٹا ثابت ہوا کہ جو پندرہ ماہ مدت مرزا صاحب نے مقرر کی تھی اس میں وہ نہ مرا پس مرزا صاحب حسب تحریر خود بدترین شیطانوں اور بدکاروں اور منہ کالوں، لعینوں سے بڑے حصہ دار، پھانسی کے لائق، سزا موت کے لائق تھے۔ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اور اپنی دعا کو اپنے ساتھ لے گیا۔ مرزا صاحب کی دعا کہ خدا نے میری دعا سن لی اور مقبولین سے کر لیا اور عزت بخشی مگر ایسی عزت خدا تعالیٰ کسی شخص کو نہ دے کہ جیسی اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو عزت بخشی مرزا صاحب کی وہ "تعظیم" ہوئی کہ مرزا صاحب (البریہ صفحہ ۱۷ میں) لکھتے ہیں ڈپٹی کمشنر نے چٹھہ میں لکھا کہ محمد حسین بٹالوی، مرزا کا سخت دشمن ہے پھر مرزا "فرماتے" ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے دجال اور کذاب، مفسد، مفتری، مکار، ٹھگ، فاسق، فاجر، خائن کہا اور دیگر گالی دیں خود گالی دیں اور جعفر زٹلی سے گالی دلوائیں ضمیمہ صفحہ ۲۱...... حقیقت الوحی...... طرح طرح کے افترا اور گندی گالی دیں اور لوگوں سے دلوائیں...... کشف الغطاء صفحہ نمبر ۲۵...... مجھے ایسی گالی اور گندی گالیاں دیں جو چوہڑوں چماروں سے بدتر تھی...... آسمانی فیصلہ صفحہ

۸...... یہ شخص میری جان کا دشمن ہے۔...... البریہ صفحہ ۱۶...... مرزا صاحب جانتے تھے ان لوگوں کو دبانا اور رعب میں لا کر گھر سے نکلنے سے بچ رہوں گا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو کھلی دھمکی دے کر کہ تم میرے مقابلہ میں نہیں آسکتے ہو اگر طاقت ہے تو آؤ ادھر اشتہار دے دیا کہ وہ مقابلہ میں نہ آسکا۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کو جب خبر پہنچی تو قادیان جا پہنچے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزے کو اطلاع دی کہ میں حاضر ہوں۔ مرزا صاحب نے جواب لکھا کہ آپ نے اپنے پرچہ میں مجھے ہمیشہ مردود و کذاب، دجال، مفسد کہا جو میری بڑی توہین کا باعث ہے اگر در حقیقت میں ویسا ہی ہوں جیسے آپ مجھے گمان کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں اور اگر میں ویسا نہیں جیسا آپ مجھے کہتے ہیں تو...... آپ انسانی ہلاکت بلکہ خدائی عذاب، ہیضہ یا طاعون یا دیگر وبائی امراض یا آفت ارضی یا سماوی سے میری زندگی میں آپ پر وارد نہ ہو تو میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرا مالک سمیع و بصیر تم کو نابود کر دے۔ اسی لیے تیری بارگاہ مقدس میں عرض کرتا ہوں کہ میرے اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان حق کا فیصلہ کر دے۔ ربنا فتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین...... عبداللہ غلام احمد ۱۵ اپریل ۱۹۰۲ء۔

یہ ہیں مرزا صاحب کی من مانگی مرادیں اور دیکھئے مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے مرزا صاحب سے و ان کففت بنی اسرائیل عنک اذیتم ۔ کے متعلق دریافت کیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ہم نے بنی اسرائیل پر غلبہ نہ ہونے دیا جبکہ تمہیں دکھ دینے لگے بچا لیا (آسمان پر پہنچا دیا) تفسیر ابن عباس میں ہے۔ (اذھموا بقبلک) تو صلیب دینے کے کیا معنی، خدا تعالیٰ نے تو ان کو بچا کر آسمان پر بھیج دیا

تم کہاں سے کہتے ہو کہ وہ صلیب پر چڑھ کر مر گئے۔ مرزا صاحب لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے۔ یہ تھی مرزا کی نبوت والہامات کی بارش اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی۔ میری جماعت کے سامنے ایک قطرہ سے دریا بن گیا (آریہ اور ہم) اور یہاں مرزا صاحب کا دریا خشک ہو کر قطرہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اے مرزا تیرا تخت اس سے اونچا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵) روحانی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا (انجام آتھم صفحہ ۶۱) خدا تیرے دشمنوں پر حملہ کرے گا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳) خدا کے ساتھ ہر روز ہمکلام ہوتا ہوں (چشمہ مسیحی صفحہ ۱۳) حالت بیداری میں حضور ﷺ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔ (ازالہ صفحہ ۱۹۱)

تعجب کی بات ہے کہ مرزا کو دشمنوں سے بار بار شکست ہوئی اور ہر بار نادم ہوا مگر نہ خدا تعالیٰ نے ہر روز کی ہمکلامی میں خبر دی...... نہ حضور علیہ السلام نے حالت بیداری میں خبر دی اتنی جرأت ان لوگوں سے کہ مندرجہ بالا تذکرہ گزرا...... کذاب و مکار و لعنتی ...... وغیرہ جو واقعات آنے والے تھے نہ خدا تعالیٰ نے خبر دی۔ (بات یہ ہے کہ کذاب کے لیے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا ارشاد کافی ہے) کہ اس کو جھوٹ بولنے سے عار نہیں آتی۔

دراصل بات یہ ہے کہ مرزا اور اس کے بعض رشتہ دار دہریے اور بے دین تھے...... ان کا ایمان ہی نہ تھا...... وہ شریعت کے ساتھ تمسخر کرتے تھے...... مسلمان بھولے بھالوں کو اپنے داؤ پیچ میں لا کر پیسہ بٹورنا مقصود تھا...... اب مرزا کی حقیقت دیکھ لو آئینہ مرزا صفحہ ۷۰، ۷۴، ۷۶، ۹۵ ملاحظہ ہو۔ براہین صفحہ ۹۵ پر ملحدانہ ابیات تحریر شدہ موجود ہیں دیکھ لیں۔ آئینہ مرزا صفحہ ۷۰۔ برحاشیہ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں

نے ہر مذہب کو دیکھا چھانا اس میں کچھ نہیں پایا اور صفحہ ۱۹۵۔ آئینہ مرزا میں۔ کہ (۱) پیشگوئی انسان عقل سے کر سکتا ہے۔ (۲) اجتہادی غلطیاں انبیاء سے ہوتی ہیں (ازالہ صفحہ ۴) نبیوں اور محدثوں کی تمام پیشگوئیوں صفائی سے لازم جاننا جھوٹ ہے صفحہ ۲۲ (سچی نہیں ہوتیں) یہ اپنے آپ پر قیاس کرتا تھا۔ (۳) جیسے میری باتیں سچی نہیں ہوتیں ویسی ہی انبیاء کی باتیں سچی نہیں ہوتیں (نعوذ باللہ من ذالک) خدا کے وعید کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنی و حدیث لازمی نہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۸۹) کبھی کبھی پیشگوئی پوری نہیں ہوا کرتی۔ استعارات کا راگ ان پر غالب ہوتا ہے (ازالہ صفحہ ۲۳۴)، (۴) کبھی خدا وعدہ کر کے پورا نہیں بھی کیا کرتا ہے حاشیہ حقیقۃ الوحی (دوم) صفحہ ۱۷۰ (محمدی بیگم والا وعدہ پورا نہیں کیا۔ تبھی مرزا صاحب خدا تعالیٰ کو خلاف وعدہ کرنے والا کہہ رہے ہیں۔)

یہ حالت مرزا کی تھی اور یہ عقیدہ تھا۔ اب آپ مرزا صاحب کے خاندان کی زمینداری کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ مرزا صاحب "فرماتے" ہیں کہ (۱) مرزا امام الدین ہماری برادری کا تھا۔ وہ آریہ سماج میں داخل ہو گیا (سرمۂ چشم آریہ صفحہ ۱۴۶) (۲) بقول مرزا میرے بہنوئی کا خالہ زاد بھائی عیسائی ہو گیا تھا (البریہ ص ۱۴۳) بقول مرزا صاحب یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا اس عاجز کا قریبی رشتہ دار تھا مگر دین کے سخت مخالف تھے (صفحہ ۴۰) اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ کو اور رسول ﷺ کو علانیہ گالیاں دیتا تھا اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا (شاید مرزا صاحب کو اس سے دلی عداوت ہو گی ورنہ مرزا صاحب کب دیندار تھے) اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے

تھے اور نشان مانگتے تھے اور صوم وصلوۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے (آئینہ کمالات صفحہ ۳۲۰) مرزا کی قوم کو لیڈری کا بڑا شوق تھا کسی شاعر نے خوب کہا۔

یک قاطع نسل ویک میسحاء زماں — یک متھر لال بسیان دوراں
افتد چو گزر بقادیانیت گاہے — ایں خانہ تمام آفتاب است بداں

یہ مختصر کیفیت ہے مرزا صاحب کی اور آپ کے خاندان کی، مرزا صاحب کے اقوال، مرزا صاحب کے اخلاق، مرزا صاحب کی چالاکیاں، مرزا صاحب کی انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخیاں اور اہلبیت کی بے ادبیاں اور علمائے حق اور مسلمانوں کے حق میں بے باکیاں اور ناپاکیاں بیان کرنا درست نہیں منصف مزاج انسان انصاف کرسکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نبوت کے لائق تھے یا جو کچھ ان کے مخالفوں نے خطابات، مرزا صاحب کو عطا فرمائے ہیں ان کے لائق ہیں یا اپنی منہ مانگی دعا کے قابل ہیں بلاشبہ وہ بدتر از شیاطین اور ملعون تر از ملعون ہیں، روسیاہی اور رسہ درگردن و پھاہی وغیرہ کس بات کے مرزا صاحب قابل ہیں پس آپ اپنے انصاف سے ان کو خطاب دیجئے۔ میں تو ناقل تھا جو کتب و حالات سے معلوم ہوا۔

اور جو کچھ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے خاندان کے حکمات دل سوز بیتے یا مولوی ابراہیم، مولوی ثناء اللہ، مولوی عبدالحق، مولوی محمد حسین بٹالوی یا دیگر علمائے عجم و عرب کے فتوئ اور حکم مرزا صاحب نے سنے اور آتھم کے رفقا سے لعن طعن سنے وہ تو مرزا صاحب جانتے ہیں اور ان کے رفقا اور جو کچھ حضرت پیر مہر علی شاہ اور حضرت پیر جماعت علی شاہ، مفتی غلام مرتضیٰ و دیگر علمائے کرام نے مرزا کو شکستیں دیں وہ مطبوع موجود ہیں۔

اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرزائی، احمدی، قادیانیوں کو خدا تعالیٰ ہدایت کرے وہ تعصب کی پٹی اتار کر صراط مستقیم پر آ کر خاتمہ بالخیر کی سعی کریں اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائیں۔

نوٹ خاص: میرا دنیاوی نزاع کسی قسم کا مرزا صاحب یا ان کی جماعت سے ہر گز نہیں اور نہ کوئی عداوت ہے لوگوں کی آگہی کے لیے یہ چند سطور لکھیں راہ راست پر لانا اس ہادی برحق کا کام وانعام ہے۔

خلاصہ مذہب قادیانی کا یہ ہے (۱) انا انزلناہ قریبا من القادیان قرآن مجید کی نقل اتارنا (۲) نئے زمین اور آسمان بنانا (۳) حضور علیہ السلام کے معراج جسمانی کا منکر ہونا۔ قرآن مجید کو اپنے منہ کی باتیں بتانا (اشتہار لیکھرام مارچ ۱۸۹۷ء)

(۵) فرشتے و کواکب کا نام تصور رکھنا۔ (۶) فرشتوں کا زمین پر نہ اترنا۔

(۷) انبیاء علیہم السلام کو کاذب بتانا (ازالہ صفحہ ۶۲۷) (۸) حضور علیہ السلام کی وحی کو غلط کہنا۔ جیسے صلح حدیبیہ کے خواب کو غلط کہا۔ (۹) یوسف نجار کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام کو کہنا۔ (۱۰) حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی توہین کرنا (۱۱) اپنے باپ کی مسجد کو مسجد الحرام کے برابر سمجھنا (۱۲) معجزات کو مسمریزم کہنا (۱۳) براہین احمدی کو خدا کی کلام کہنا (ازالہ صفحہ ۳۳۳)...... (۱۴) اپنے آپ کو سچا رسول و نبی کہنا (دافع البلا صفحہ ۱۱)...... (۱۵) اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی اولاد کہنا۔ (۱۶) ابن مریم کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

یہ ہے خلاصہ بطور نمونہ ورنہ اس کا مذہب پچ پوچ ہے۔

قادیانی ٹولے کے رد کے لیے عقلی دلائل

مرزا قادیانی نے طویل عرصہ مختلف قسم کے جھوٹ بولے اور مختلف قسم کے دعوے کیے فیصل آباد سے تحریک ختم نبوت کے بزرگ مجاہد، قادر الکلام اردو، عربی، فارسی اور پنجابی شاعر حضرت قبلہ سید محمد امین علی شاہ نقوی مدظلہٗ نے ...... اسلامی بم! بر قادیانی دم!...... کے عنوان سے کچھ عقلی ونقلی دلائل دیئے، ٹھوس انداز میں اسلامی موقف کو واضح کیا ہے اور قادیانیت کے اصلی چہرے سے نقاب کشائی فرمائی ہے۔ حضرت قبلہ سید محمد امین علی شاہ نقوی مدظلہٗ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی چشتی قدس سرہ کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مجاز ہیں آیئے ان سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔

"......مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے، کیوں کہ

(۱) عورت نبی نہیں ہوسکتی، مرزا کہتا ہے میں مریم ہوں۔

(۲) نبی شاعر نہیں ہوتا، مرزا ٹوٹا پھوٹا شاعر تھا۔

(۳) نبی مصنف نہیں ہوتا، مرزا تقریباً سو بیہودہ کتابوں کا مصنف تھا۔

(۴) نبی اکمل العقل والحفظ ہوتا ہے، مرزا کے ہاں ان دونوں چیزوں کا فقدان تھا۔

(۵) نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا، مرزا کے استاد مولانا فضل احمد، فضل الٰہی اور گل علی شاہ تھے۔

(۶) حضرت محمد رسول عربی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ مرزا قادیانی نبوت کا دعویدار تھا۔

(۷) نبی جہاں فوت ہوتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے، مرزا لاہور میں مرا اور قادیان

میں دفن ہوا۔

(۸) نبی کی کوئی پیش گوئی جھوٹی نہیں ہوتی، مرزا کی سب بڑی بڑی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔

(۹) نبی کا نام مفرد ہوا کرتا ہے، جبکہ مرزا کا نام مرکب تھا۔

(۱۰) نبی کے پاس معجزہ ہوتا ہے، مرزا کے ہاں شعبدہ تھا۔

(۱۱) نبی خدا کی طرف سے ہوتا ہے، مرزا کو انگریزوں نے نبی بنایا تھا۔

(۱۲) نبی پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا، مرزا پر شیطان کا غلبہ تھا۔

(۱۳) نبی روحانیت کا مرکز ہوتا ہے، مرزا نفسانیت کا مجسمہ تھا۔

(۱۴) نبی قبر میں زندہ رہتا ہے، مرزا مر کر مٹی میں مل چکا ہے۔

(۱۵) نبی مراق وجنون کا مریض نہیں ہوتا، مرزا مراق وجنون کا مریض تھا۔

(۱۶) نبی انسانِ کامل ہوتا ہے، مرزا بقول خود اعتراف کرتا ہے۔

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

(۱۷) نبی جہاد کی دعوت دیتا ہے، مرزا جہاد سے منع کرتا ہے

(۱۸) کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے معجزات حضور سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ مرزا حضور اقدس سید عالم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتاتا ہے، مگر اپنے معجزات دس لاکھ سے بھی زیادہ کہتا ہے...... (معاذ اللہ)

۱۹۔ کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں محمد ہوں (ﷺ) مرزا کہتا ہے کہ میں ہی محمد (ﷺ) ہوں۔

(۲۰) نبی میں گناہ کرنے کی طاقت نہیں ہوتی، مرزا گناہوں پر دلیر تھا۔

(۲۱) نبی فضول گوئی سے پاک ہوتا ہے، مرزا فضول گوئی کا فاضل و ماہر تھا۔

(۲۲) نبی کفریہ کلمات نہیں بول سکتا، مرزا کی کتابیں کفریہ کلمات سے بھری پڑی ہیں۔

(۲۳) کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ ہوں، مرزا کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ ہوں اور میں نے آسمان بھی بنایا اور زمین بھی۔

(۲۴) نبی اسلام کو پھیلاتا اور کفر کو مٹاتا ہے۔ مرزا اسلام کو مٹاتا اور کفر کو پھیلاتا ہے۔

(۲۵) نبی پر خدا کی محبت غالب ہوتی ہے، مرزا پر دنیا کی محبت غالب تھی، اسی لیے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۲۶) کسی نبیؑ نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا سوتا بھی ہے، مرزا کہتا ہے کہ میرا خدا سوتا ہے۔

(۲۷) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا غلطی بھی کرتا ہے مرزا کہتا ہے کہ میرا خدا غلطی بھی کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

(۲۸) کسی نبیؑ نے یہ نہیں کہا میرا خدا ہاتھی دانت کا ہے، مرزا کہتا ہے میرا خدا ہاتھی دانت کا ہے۔

(۲۹) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا باپ ہوں، مرزا کہتا ہے میں خدا تعالیٰ کا باپ ہوں۔

(۳۰) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ خدا تعالیٰ میرا بیٹا ہے اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔
مرزا...... کہتا ہے کہ خدا میرا بیٹا ہے اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔

(۳۱) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا نطفہ ہوں، مرزا کہتا ہے، میں خدا کا نطفہ ہوں۔

(۳۲) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ خدا نے میرے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا ہے یعنی

زنا کیا ہے، مرزا کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا ہے۔

(۳۳) سوائے حضور اقدس حضور سید عالم ﷺ کے کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ مرزا کہتا ہے کہ میں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۳۴) حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے پیدا نہ کرتا، تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ مرزا کہتا ہے کہ اگر میں پیدا نہ ہوتا، تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

(۳۵) مرزا کہتا ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان اقدس میں نازل ہوئی تھیں، وہی آیات مقدسہ میری شان میں نازل ہوئی ہیں، ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی۔

(۳۶) مرزا کہتا ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی، مگر بروزی طور پر نہ کسی اور کو۔

(۳۷) مرزا کہتا ہے ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا، چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں ﷺ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی رہی۔

(۳۸) مرزا کہتا ہے میری کتاب براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔

(۳۹) مرزا کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔

(۴۰) مرزا کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔

(۴۱) مرزا کہتا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

(۴۲) مرزا کہتا ہے۔

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہو   نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

(۴۳) مرزا کہتا ہے خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ زمین و آسمان تیرے ایسے ہی تابع

ہیں، جیسے میرے تابع ہیں۔

(۴۴) مرزا کہتا ہے خدا نے فرمایا اے مرزا تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔

(۴۵) مرزا کہتا ہے خدا نے فرمایا اے مرزا تیرا نام کامل ہو گیا اور میرا نام ناتمام ہے۔

(۴۶) مرزا کہتا ہے کہ اے مرزائیو جو تمہارا دل چاہے کرتے رہو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ البدر جلد ۳ ص ۱۶، ۱۷، ۱۸ الہذا ساری گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اسے مسلمان قرار دینے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بیڑی غرق ہو جائے مرزے مردار دی   ریس پیا کردا کملی والی سرکار دی

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں

''......قادیانی ایک علیحدہ مذہب ہیں اور معاشرتی اور ساجی طور پر مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں......''

''......ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بنیاد نئی نبوت پر رکھے اور بزعمِ خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لیے خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوئی ہے۔ قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے اور یہ اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے......''

(حرف اقبال، بحوالہ تاریخی فیصلہ صفحہ ۵۱)

تحریک ختم نبوت کی کہانی

قافلہ سالار کی زبانی

تحریک ختم نبوت کے قافلہ سالار حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی نے مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۹۹ء ۹ بجے شب کو کمال شفقت فرماتے ہوئے ہماری خواہش پر انٹرویو کے لیے وقت مرحمت فرمایا۔ راقم (ملک محمد محبوب الرسول قادری) اپنے ہمدم دیرینہ برادرم محمد تنویر قریشی اور اپنے بہت پیارے برادر عزیز ملک محمد فاروق اعوان کے ہمراہ مولانا نورانی کی رہائش گاہ واقع راجہ غضنفر علی روڈ کراچی صدر، حاضر ہوا۔ نہایت پر تکلف اور انتہائی پرخلوص کھانے کے بعد مفصل نشست ہوئی جس میں راقم کو اپنے ہر دو ساتھیوں کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ جس پر تہہ دل سے ان کا ممنون ہوں۔

اس ملاقات میں مولانا نورانی کی شخصیت میں پنہاں بے شمار خوبیاں کھل کر سامنے آئیں۔ بلاشبہ وہ ایک زیرک عالم دین، صاحب تقویٰ شیخ طریقت، گہرا مطالعہ رکھنے والے جید اور اپنی مثال آپ خطیب، عظیم دانشور، پر حکمت مصلح و مبلغ، صاف ستھرے اور کھرے سیاست دان، پیغمبر امن و رحمت ﷺ اور قرآن حکیم کے عاشق صادق، تحریک ختم نبوت کے قافلہ سالار اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے ہیرو ہیں۔ مہمان نوازی، شفقت اور محبت کا سنگم ہیں۔ وہ ایک با اصول انسان ہیں لیکن بدقسمتی سے ''کچھ لوگوں'' کو ان کی اصول پسندی، پسند نہیں آتی۔ سچ یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی جلال و جمال کے پیکرِ حسین ہیں۔ اسی لیے تو

؎ نازم بچشم خود کہ جمال او دیدہ است

یہی وہ خوبیاں اور اوصاف ہیں جن کی بنا پر مولانا نورانی نے ہمارے دل میں گھر

کرلیا ہے اور کسی نے بالکل سچ کہا تھا کہ

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد
اس گلی کی دوسری جانب کوئی رستہ نہیں

مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی کا نام ساری دنیا میں ایک عظیم روحانی پیشوا، جید عالم دین، بالغ نظر محب وطن سیاست دان اور صاحب بصیرت مبلغ اسلام کے طور پر جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ وہ توکل، استغناء سادگی، متانت، اخلاص اور للّٰہیت کا پیکر ہیں۔ انھوں نے علمی، روحانی، تحقیقی، سیاسی، سماجی اور تبلیغی محاذوں پر گراں قدر خدمات سر انجام دیں مرزائیوں کو پاکستانی پارلیمنٹ میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا مولانا نورانی کا عظیم کارنامہ ہے۔

مولانا نورانی اپنے والد گرامی، دنیائے اسلام کے نامور عالم مبلغ خلیفۂ اعلیٰ حضرت بریلوی سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح وارث اور حقیقی جانشین ہیں۔ جنھوں نے جنوبی امریکہ میں قادیانیت کے خلاف ۱۹۳۵ء میں جہاد کیا تھا اور پھر ان کے بعد مولانا نورانی نے ۱۹۶۵ء میں سرینام جنوبی امریکہ میں طویل عرصہ قیام کرکے اس انڈین فتنہ کی سرکوبی کے لیے موثر جدوجہد فرمائی، کئی مرتبہ مناظروں تک نوبت آئی آپ کو فتح اور شیطان کے چیلوں کو شکست نصیب ہوئی۔ اور پھر مولانا نورانی کے نام ہی سے قادیانی گرو گھبرانے لگے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران علمائے اہلسنت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے شاہ فرید الحق نے بالکل درست کہا تھا کہ

''مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس ضعیفی اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ بقول مولانا نورانی کے کہ انھوں نے تین

ماہ کے دوران تقریباً پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ مسلسل کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں دروں میں گزاریں، تقریریں کیں۔ مسلمانان اہل سنت کو حقائق سے روشناس کرایا اور پھر اسمبلی کی کمیٹی اور رہبر کمیٹی میں فرائض انجام دیئے۔ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا، ان کے محضر نامہ کے جواب کی تیاری کی۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر نے سوالات اور جوابی سوالات تیار کیے۔ مسلسل دو مہینے اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد میں مقیم رہے۔''

۱۹۷۸ء میں آپ نے کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) میں...... ''اسلام عہد جدید کے چیلنج قبول کرتا ہے''...... کے عنوان سے مدلل ومفصل خطاب کیا تو کیپ ٹاؤن کے میئر نے آپ کو بھی...... ''سفیر اسلام''...... کا خطاب پیش کیا۔

قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ کے طور پر گذشتہ بتیس سال سے وطن عزیز میں نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کے لیے برسرپیکار ہیں۔ اللہ کرے ان کی قیادت میں ہم اس دھرتی پر اللہ کے مقدس نظام کی بہار دیکھ سکیں۔

مولانا نورانی سے اس موقع پر ہونے والی گفتگو کو اس لیے نذر قارئین کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریک ختم نبوت کے قافلہ سالار کے احوال اس مقدس تحریک کے حوالے سے ہیں اور اس میں فتنہ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کے حوالے سے اہم معلومات بھی۔ آیئے! چند لمحات قائد تحریک ختم نبوت کے ساتھ گزارتے ہیں۔ اس انٹرویو میں سے تحریک ختم نبوت کے حوالے سے ہونے والی گفتگو کے اہم اقتباسات نذر کرتا ہوں۔

لیجیے جناب! فتنۂ قادیانیت کے چہرے سے نقاب اٹھتا ہے۔

جب مولانا نورانی سے پوچھا گیا کہ ''قادیانیت کے رد میں کام کرنے کا احساس

کیسے بیدار ہوا اور آپ نے اس سلسلہ میں کیا جدوجہد فرمائی؟'' تو انھوں نے فرمایا کہ۔

''......قادیانیت پچھلی صدی کا منحوس فتنہ ہے جس نے اسلام کے نام پر مسلمانوں کو کافر بنانے کا کام سنبھال رکھا ہے مرزا قادانی ۱۹۰۸ء میں مرا۔ اور پچھلی صدی کا وہ سب سے بڑا فتنہ پرور شخص تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبیاں، گستاخیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا عقیدہ وہ نہیں جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیے۔ اس نے خدا کا وجود کو اس انداز میں بیان کیا جیسے ہندوؤں وغیرہ کا تصور ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا بارہا انکار کیا۔ اس نے درجنوں دعوے کیے وہ ایک مخبوط الحواس اور فاتر العقل شخص تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ''میں ہی محمد اور میں ہی احمد ہوں۔'' لیکن اس کو بے وقوف، احمق، جاہل اور بے عقل لوگوں نے اپنا سب کچھ مان لیا۔ بلکہ جو کچھ وہ بکتا گیا وہ مانتے گئے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ فتنہ ہندوستان میں انگریزوں نے برپا کیا۔ ان کا پیسہ اور پلاننگ تھی۔ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور مرزا خود ملکہ برطانیہ کے گن گاتا تھا۔ میرے حضرت والد ماجد، خلیفہ اعلیٰ حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی (رحمتہ اللہ علیہ) چونکہ ایک مبلغ و مصلح تھے۔ انھوں نے ساری زندگی خدمت دین میں گزاری۔ جنوبی امریکہ میں انھوں نے مرزائیت کے خلاف عملی جہاد کیا۔ تبلیغ دین کے لیے سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں وہ سرینام (جنوبی امریکہ) گئے ان کے ہاتھ پر الحمدللہ ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفقہ اور اجتماعی عقیدہ ہے اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ اس امت میں فتنہ ارتداد اور فتنہ انکار ختم نبوت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے والے سب سے پہلے اور سچے عاشق رسول، حضور ختمی مرتبت ﷺ کے پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، انھوں نے ہر

مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر فتنہ ارتداد، فتنہ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کی، مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں ہزاروں صحابہ کرام شریک ہوئے، جن میں سینکڑوں حفاظ و قراء قرآن بھی تھے، اور بالآخر مسیلمہ کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ برصغیر میں متنبی قادیان کے خلاف بھی علماء حق نے کفر وارتداد کے فتاویٰ جاری کیے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور دیگر تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی، علماء حق نے مناظرے اور مباہلے کے چیلنج دیئے اور قبول کیے یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی محض ایک چھوٹی سی تعداد کو اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب ہوسکا اور امت مسلمہ کا سواد اعظم اس فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہا۔

تو چونکہ میرے والد گرامی کا موضوع رد قادیانیت و مرزائیت تھا۔ ایک حوالے سے تو یہ موضوع مجھے ورثہ میں ملا۔ اور پھر اس موضوع کا مطالعہ انسان کے ضمیر کو جھنجوڑتا ہے۔ انسان سوتے سے جاگتا ہے اسے احساس ہوتا ہے کہ اے مصطفیٰ ﷺ کے غلام، اٹھ اور جاگ، تیرے ہوتے ہوئے تیرے نبی ﷺ کے گستاخ کیسے جرأت و جسارت کے ساتھ دندنا رہے ہیں۔ یہ قادیانی سیاہ بخت اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی محبت ختم کر کے ہندوستان کے جھوٹے نبی کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے میں ہر صاحب ایمان کا فرض ہے کہ وہ اٹھ کھڑا ہو اور میدان میں کود پڑے۔ اس فتنہ کی سرکوبی ہر بڑے فریضے سے اہم فریضہ ہے۔ یہ ایسا زہر ہے جو گڑ کی شکل میں کھلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

ایسے حالات میں بہت ضروری ہے کہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے موثر اقدام اٹھائے جائیں۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا۔ وہ اپنی موت مرا۔ اس کی موت

قسم کی موت تھی وہ ہیضہ میں مبتلا ہوا۔ اور علماء عصر کے چیلنج کا مقابلہ نہ کرسکا۔ سانپ مر گیا لیکن لکیر ابھی باقی ہے۔

اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے سب سے پہلے ہمارے بزرگوں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، حضرت اقدس پیر مہر علی شاہ گولڑوی، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری جیسے بزرگوں نے ابتدائی ایام میں مرزائیت کا محاسبہ کیا اور بعد میں اور لوگ بھی اس قافلہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔

تو میں نے عرض کیا کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے سرینام (جنوبی امریکہ) میں اس فتنہ کے خلاف جہاد کیا اور پھر میں بھی کچھ عرصہ وہاں رہ کر خدمت کرتا رہا۔ قادیانی پاکستان میں ربوہ کو "منی اسرائیل" بنانا چاہتے تھے اس سلسلہ میں ہم نے بھی پلاننگ کی اور ہر موڑ پر اس فتنے کا تدارک کیا۔ ۱۹۵۲ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر جید علماء کرام کے ساتھ شریک رہا۔ پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا بیان قادیانیت کے خلاف جاری کیا اور اس بے دین ٹولے کے خلاف کام کرتے رہنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ پھر ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر یہ تاریخی قرارداد بھی اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار کو پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ۲۲ ارکان نے دستخط کیے۔ بعد میں یہ تعداد بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ ۳۷ ہوگئی۔

قسمت کی بات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جس سے چاہے کام لے لے اور جس کو چاہے محروم کردے عبدالولی خان جیسے افراد نے بلاتردد صرف ہمارے کہنے پر فوراً دستخط کر دیئے غوث بخش بزنجو نے کوئی اعتراض نہ کیا اور بلاتامل دستخط کر دیئے۔ لیکن جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم بار بار کہنے کے باوجود یہ سعادت

حاصل نہ کرسکے۔

بہر حال ۳۰ جون ۷۴ء کی اسی قرارداد کے نتیجے میں تحریک ختم نبوت چلی۔ جو اس قدر کامیاب ہوئی کہ بالآخر پارلیمنٹ نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت:۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کیسے شروع ہوئی؟ مرزا قادیانی کی کتابوں اور جعلی نبوت کا ایک مقصد مسلمان کے سینے سے جذبہ جہاد کو ختم کرنا بھی تھا۔ وہ خدا کی نہیں بلکہ انگریز کی خوشنودی کے لیے جدوجہد کرتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد منکرین جہاد نے فوج میں بھرتی ہونا شروع کر دیا اور ایک سازش کے تحت ملک کی کلیدی آسامیوں پر پہنچ گئے۔ وہ ملک کو قادیانی اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں اسی غرض سے انھوں نے فوج اور دیگر محکموں میں اثر رسوخ بڑھانا شروع کر دیا ہے لیکن وہ اس راز کو زیادہ دیر تک چھپا نہ سکے بلکہ مرزا بشیرالدین محمود کے نام نہاد بیٹے اور جانشین نے کہا کہ ہم بلوچستان میں منظم کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں مرزائی حکومت قائم کریں گے۔ بس پھر مسلمان الرٹ ہوگئے اور ان کے خواب مٹی میں ملا دیئے۔ چوہدری سر ظفراللہ ڈسکہ کا قادیانی تھا۔ ملک کا وزیر خارجہ بن بیٹھا۔ اس کو انگریزوں نے سازش کر کے وزیر خارجہ بنوایا۔ پھر اس نے وزارت خارجہ میں قادیانی بھرتی کرنے شروع کیے اور اپنے اثر و رسوخ سے قادیانیوں کو ملک کے دیگر محکموں میں بھرتی کروایا۔ اس نے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کھلم کھلا تقریریں کیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف زہر اگلا۔ ۱۹۵۲ء میں جہانگیر پارک کراچی میں اس نے ہرزہ سرائی کی اور مسلمان نوجوانوں کے احتجاج پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا آنسو گیس پھینکی۔ اور یہاں سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا جس کی قیادت حضرت مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی

ہزاروں کفن بردار نوجوان جانیں قربان کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئے۔ جیلیں بھر گئیں اور جیلوں میں مزید جگہ نہ رہی۔ حکومت وقت نے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ اسی زمانے میں ایک عدالت نے مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد خلیل احمد قادری (فرزند حضرت مولانا ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ) اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو سزائے موت سنائی۔ ملک گیر احتجاج کے پیش نظر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ ان کی سزائے موت ملتوی ہوتی گئی حکومت مارشل لاء لگا کر مظاہروں کی روک تھام میں کامیاب ہو گئی اس تحریک میں کئی سو نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا پولیس اور فوج کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ اور پھر ملک میں حکومت تبدیل ہو گئی اور کچھ عرصہ کے لیے قادیانیت دب گئی مطالبہ تو مسلمانوں کا یہ تھا کہ امت کے جسم میں قادیانیت ایک زہریلا پھوڑا ہے ناسور ہے اس کو کاٹو۔ لیکن یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا۔ قوت اور طاقت سے سوچوں پر کب پہرے بٹھائے جا سکتے ہیں۔ یہی ہوا کہ پھر دوبارہ ۱۹۷۴ء میں تحریک چلی اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

۵۳ء اور ۷۴ء تحاریک کی کہانی

جب مولانا سے پوچھا گیا کہ ۱۹۵۳ء کے بعد یہ جو ۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر عظیم الشان تحریک تحفظ ختم نبوت برپا ہوئی اس کے کون سے اسباب تھے جن کے نتیجے میں مسلمانوں میں اتنا جوش و جذبہ پیدا ہوا اور پورے ملک کے مسلمان تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے؟

تو مولانا شاہ احمد نورانی نے جواب دیا کہ...... "ایمان ایک ایسی قوت ہے جس کی بے شمار برکات ہیں۔ اور تحفظ ختم نبوت خالصتاً ایمانیات کا مسئلہ ہے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ قادیانیوں نے ربوہ کو اسرائیل کی طرز پر اپنا مرکز و مستقر بنا لیا تھا،

وہاں کے تمام سرکاری ادارے بھی ان کے تابع تھے اور یہ دراصل ریاست کے اندر ایک خودمختار ریاست تھی، جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ملی و ریاستی مفادات کے خلاف سرگرم عمل تھی۔ مئی ۱۹۷۴ء میں کچھ طلبہ جو اپنے مطالعاتی اور تفریحی دورے پر تھے، دوران سفر ایک ٹرین میں ربوہ کے اسٹیشن پر رکے تو ربوہ کے غنڈوں نے ان پر حملہ بول دیا، مارا پیٹا اور ختم نبوت مردہ باد کے نعرے لگائے، یہ قادیانیوں کی جانب سے ملت اسلامیہ پاکستان کی دینی حمیت اور جذبہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایمانی قوت کو پرکھنے کے لیے ایک ٹیسٹ کیس تھا، اگر اس موقع پر غلامان مصطفیٰ ﷺ جذبہ عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو قادیانیوں کے حوصلے اور بلند ہو جاتے اور وہ اسٹیبلشمنٹ میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مملکت کے اقتدار اعلیٰ پر قبضے کی تدبیریں بھی کر سکتے تھے جو ان کا اصل ہدف تھا، لیکن الحمد للہ علی احسانہ! ان کا یہ جواب ناتمام رہا، بلکہ "عدو شرے برانگیز و مرا خیرے دراں باشد" کے مصداق یہ سازش ان کے لیے پیام اجل ثابت ہوئی اور یہ دراصل خاتم الانبیاء ﷺ کا معجزہ تھا اور ہمیں یہ دعا قبولیت کے پیکر میں ڈھلتی ہوئی نظر آئی کہ "اے اللہ تو ان (باطل پرستوں) کے مکروہ فریب ہی میں ان کی تباہی و بربادی کے اسباب مقدر فرما"

ہم نے تحریک کو دو محاذوں پر منظم کیا۔ ایک پارلیمنٹ کے اندر اور دوسرا پارلیمنٹ سے باہر۔ بیرونی محاذ پر کام کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے اور اجماع سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی، جس نے ملک بھر میں مسلمانوں کو منظم کیا اور ایسی فضا پیدا ہوئی کہ حکومت کے لیے اس مسئلے کو نظرانداز کرنا ممکن نہ رہا، مولانا محمد یوسف بنوری اس مجلس عمل کے صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی ناظم اعلیٰ تھے اور جس طرح ۱۹۵۳ء کی تحریک میں اس خانوادے کا قائدانہ کردار تھا، اسی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک

میں انھوں نے اسی روایت کو قائم رکھا۔ علامہ سید ابوالحسنات قادری، علامہ رضوی کے تایا تھے اور تحفظ ناموس ختم نبوت کی پاداش میں سزائے موت پانے والوں میں ایک ان کے تایا زاد بھائی مولانا سید خلیل قادری تھے۔ پارلیمنٹ کے اندر ۱۹۷۴ء کے بجٹ اجلاس کے فوراً بعد میں نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی، اسمبلی کے اندر جو دیگر علماء کرام تھے، یعنی مفتی محمود صاحب، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری صاحب، مولانا سید محمد علی رضوی صاحب، مولانا عبدالحق صاحب اور پروفیسر غفور احمد صاحب وغیرہم اس کے مویدین میں سے تھے۔

اگرچہ پاکستان کی پچھلی اسمبلیوں میں بھی علماء ارکان رہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت مجھے نصیب فرمائی اور مجھے یقین کامل ہے کہ بارگاہ شفیع المذنبین ﷺ میں میرے لیے یہی سب سے بڑا وسیلہ شفاعت و نجات ہوگا۔ اس دوران متنبی قادیان کے خلیفہ نے پیش کش کی کہ وہ اسمبلی میں پیش ہو کر اپنا موقف پیش کرنا چاہتے ہیں، ہم نے خوش آمدید کہا، قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کے سربراہان آئے۔ پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی شکل دے دی گئی اور اس کے In camera اجلاس شروع ہوئے، جن میں صرف ارکان کو شرکت کی اجازت تھی۔ طریقہ کار کے مطابق ہم یعنی تمام علماءِ کرام اپنے سوالات تحریری شکل میں جناب یحیٰی بختیار صاحب اٹارنی جنرل آف پاکستان کو دیتے تھے اور وہ قواعد و ضوابط کے مطابق وہ سوالات پوچھتے، ان کا اس مسئلے میں کردار بلاشبہ بہت جاندار تھا، ان سوالات کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت کا دجل و فریب کھل کر ارکان اسمبلی کے سامنے آگیا اور سب کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور اب ان کے سامنے دو راستے تھے یا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کو تسلیم کر کے خود کو اور پوری امت مسلمہ کو غیر مسلم تسلیم کریں اور یا انکار ختم نبوت اور

جھوٹے ادعاء نبوت کے سبب مرزا غلام احمد قادیانی، اس کو نبی ماننے والے قادیانی گروپ اور مجدد ماننے والے لاہوری گروپ کو کافر و مرتد قرار دیں۔ اس طرح الحمدللہ! پاکستان میں یہ معجزہ خاتم الانبیاء ﷺ ہم عاجز و ناکارہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کی مساعی اور پوری ملت اسلامیہ پاکستان کی تائید و حمایت اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تمام مکاتب فکر کے علماء کی بھرپور جدوجہد کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا۔ اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ اس مہم میں علماء اراکین کے علاوہ بعض دیگر ارکان مثلاً موجودہ اسمبلی کے اسپیکر جناب الٰہی بخش سومرو کے والد حاجی مولا بخش سومرو کا کردار بڑا موثر اور مجاہدانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے......"

اس سوال کہ......" آپ کی نظر میں امتناع قادیانیت کی آئینی ترمیم کی منظوری کے بعد پاکستان کے آئینی و قانونی ڈھانچے پر بین الاقوامی سطح پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟......" کے جواب میں قائد اہلسنت نے فرمایا کہ

چونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہم مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرا چکے تھے، یہ مسئلہ تحفظ ختم نبوت کے لیے ہماری آئینی و قانونی نظام کی خشت اول تھی۔ پھر قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی آئینی ترمیم سے اس کی تکمیل ہوگئی۔ بعد ازاں پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے فارم میں مسلمان کے لیے ختم نبوت کے اقرار اور مرزائیوں کے قادیانی و لاہوری گروپ سے برأت کا حلفیہ بیان لازمی قرار دیا گیا، اس طرح ناموں کے اشتباہ سے جو قادیانی ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے تھے بلکہ مکر و فریب سے مسلمانوں میں شامل ہو جاتے تھے، اس کا سدباب ہوگیا۔ بعد میں جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں جداگانہ انتخاب کی طرف پیش رفت ہوئی جو شروع

ہی سے ہمارے مقاصد واہداف میں شامل تھا، اور قادیانیوں کے ناموں کا اندراج غیر مسلموں کی فہرستوں میں کرانا لازمی قرار پایا۔ سعودی عرب، ملائیشیا، انڈونیشیا اور دیگر مسلم ممالک کی حکومتوں نے قادیانیوں کو غیر مسلموں کا درجہ دینا شروع کیا، حتیٰ کہ جنوبی افریقہ کی غیر مسلم عدالت نے بھی اس کی توثیق کی کہ قادیانی مسلم نہیں ہیں۔ قادیانیوں پر مسجد کے نام سے اپنی عبادت گاہ بنانے پر پابندی عائد کر دی گئی، صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں ختم نبوت کا اقرار لازمی قرار پایا۔ ابھی بہت سے اہداف ہیں جن کا حصول باقی ہے اور الحمد للہ! اس کے ضمن میں ہمارا جہاد جاری ہے اور ہم اپنے دینی اہداف کے حصول تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔



فتنۂ قادیانیت پر آخری ضرب

شریعت مطاہرہ نے منکرین ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے لیکن پاکستانی قانون میں منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانان پاکستان پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو بڑا کرم فرمایا اور دو ماہ کی طویل عدالتی بحث و تمحیص کے بعد قانوناً قادیانی، غیر مسلم قرار پائے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اسلامیانِ پاکستان کی دینی جدوجہد، قربانیوں اور کاوشوں کی حسین داستان کا خوبصورت باب ہے۔ اس تحریک کی مکمل اور مختصر مگر جامع روئیداد ورلڈ اسلامک مشن اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے انگریزی مترجم حضرت علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق قادری نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

22 مئی 1974ء کو نوجوانان اسلام نے ربوہ اسٹیشن پر حضور ﷺ کے مقام کے تحفظ کا نعرہ لگا کر جھوٹے مدعی نبوت کی جھوٹی امت کے دل پر ایک کچوکہ لگایا۔ بھلا کفار کو برداشت کی کہاں طاقت؛ حالانکہ کفار اور مشرکین اپنے انجام سے باخبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب بھی وہ دین اسلام سے نبرد آزما ہوئے منہ کی کھائی۔ یہ بات اور ہے کہ بعض وقت مسلمانوں کے نقصان کی وجہ سے کبھی کبھی شکست ظاہری فتح معلوم ہوئی۔ ربوہ کے منافقین اور کفار کو یہ بات گراں گزری کہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی قرار دیا جائے یا ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے جائیں۔

29 مئی 1974ء کو جب کہ نوجوانان اسلام سفر سے واپس آرہے تھے ان منافقین اور مرتدین نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ان پر حملہ کر کے زدوکوب کیا۔ ان کے لہو بہائے، بعض کو شدید ضربات پہنچائیں اور انہیں کافی دنوں تک ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑا۔ کسی کا

منہ توڑا گیا، کسی کی ناک اور ہڈی توڑی گئی، غرضیکہ بربریت کا سماں تھا۔ ٹرین باضابطہ روک کر یہ ساری کاروائی نام نہاد بہادر منافقین اور مرتدین نے چند نوجوان مسلمان طلباء کے خلاف کی۔

قدرت کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے ان نوجوانوں کا خون رنگ لایا۔ ان مرتدین اور منافقین کے خلاف دبا ہوا لاوا پھوٹ پڑا، پورے ملک میں آگ لگ گئی۔ بالخصوص پنجاب سے نوجوان طلباء میدان میں آگئے۔ ربوہ کے گردونواح کی مسلمان بستیاں پہلے بھڑک اٹھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انتقامی کاروائی شروع ہوگئی۔ پورے علاقہ میں خانہ جنگی کی صورت پیدا ہوگئی۔ رفتہ رفتہ اس آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ آگ معمولی آگ نہیں تھی۔ عشق مصطفٰے ﷺ اور مقام مصطفٰے ﷺ کی آگ تھی۔ یہ پانی سے نہیں بجھائی جاتی یہ کچھ اور ہی تلاش کرتی ہے۔ آج بھی اس پاکستان کا سواد اعظم مقام مصطفٰے ﷺ کے تحفظ اور ناموس رسالت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہے۔ باوجود تمام برائیوں اور گناہوں کے مسلمان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف نہ کوئی بات سن سکتا ہے اور نہ برداشت کرسکتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے جو منافقت کا لبادہ اوڑھ کر بزعم خود اپنے کو مسلمان کہیں اور حضور ﷺ کے مقام کو پہچانیں۔ قرآن کی کھلی آیات اور اس کے کھلے مطالبہ کا انکار کرکے پوری امت مسلمہ کو بیوقوف بنائیں تواتر سے جو عقیدہ مسلمانوں کے درمیان چلا آرہا ہے اس کے خلاف پچھلے نوے (90) سال سے چند مٹھی بھر افراد نبرد آزما ہوں اور مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو چیلنج کریں وہ تو خیر کیجئے صدیق اکبرؓ کا زمانہ نہیں ورنہ غلام احمد مرتد تلوار کی زد سے بچ کر نہیں جاسکتا تھا اور مرتدین اس طرح مسلمانوں کے ملک میں دندناتے نہ پھرتے۔

پاکستان کے قیام تک میں ان قادیانیوں نے روڑے اٹکائے۔ یہاں تک کہ ظفر اللہ

نے باؤنڈری کمیشن میں بھی پاکستان کے ساتھ دھوکہ کیا اور کسی طرح گورداسپور قادیان اور کشمیر کو پاکستان سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کے بعد مسلسل یہ لوگ پاکستان کے خلاف سازش میں مبتلا رہے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بناتے رہے۔ بیرونی ملکوں میں اپنے اڈے قائم کئے اور پاکستان کے سہارے غلط پروپیگنڈہ کرکے افریقی اور دیگر یورپی ملکوں کے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانستے رہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے تو یہ وصیت کی تھی کہ بھارت کو پھر سے اکھنڈ بنانے کی جدوجہد کی جائے اور مری سڑی ہوئی لاش کو پاکستان اور بھارت کے ایک ہونے کے بعد قادیان میں دفن کیا جائے۔

جو کردار مشرق وسطٰی میں یہودی ادا کررہے ہیں وہی کردار پاکستان میں قادیانی اور یہ لاہوری ادا کررہے ہیں، جو بزعم خود احمدی کہلاتے ہیں۔

سواد اعظم اہل سنت کے علماء صوفیاء اور رہنما چونکہ پاکستان بنانے میں قائد اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ لڑے تھے۔ اس لئے انہیں اس ملک سے قلبی محبت اور لگاؤ تھا اور رہے گا۔ انہوں نے صرف مقام مصطفٰے ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفٰے ﷺ کے نفاذ کے لئے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا جائے گا اور بعد میں مفاد پرست حضرات پاکستان کے نظریہ کے خلاف عمل پیرا ہونگے۔

کافی دنوں تک پاکستان بننے کے بعد سواد اعظم اہل سنت حکومتی سیاست سے الگ رہے لیکن دین مصطفٰے ﷺ کی اشاعت اور مقام مصطفٰے ﷺ کے تحفظ کے لئے محراب و منبر سے اپنی آواز بلند کرتے رہی۔ کسے نہیں معلوم کہ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے علماء اہل سنت کے افراد نے جن میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مولانا سید ابوالحسنات صاحب قادریؒ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان اور مولانا سید احمد کاظمی اور مولانا عبدالستار خان نیازی وغیرہ نے قادیانیوں کی ریشہ

دوانیوں کے خلاف آواز اٹھائی اور حکمرانوں پر یہ واضح کیا کہ ان کی تبلیغ کو روکا جائے۔ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کو سواد اعظم اہل سنت اپنے ایمان کا جزو تصور کرتے ہیں اور ذکر رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا مشغلہ درود و فاتحہ میلاد اور منقبت رسول ہے۔ انہیں اعمال کی وجہ سے انہیں مخالفین کے طعنے بھی سننے پڑتے ہیں۔ ان پر مختلف قسم کے فتووں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ لیکن یہ ان تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو کر حضور ﷺ کے ذکر کو اپنے ایمان کی کسوٹی تصور کرتے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت کے علماء اور عوام قرآن کی اس آیت کا ورد ہر فاتحہ درود تلاوت اور ذکر میں کرتے ہیں۔

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن الرسول الله وخاتم النبيين	محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں

ایسے لوگ بھلا کب اور کیسے مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کر سکتے ہیں یا اس کے خلاف معرکہ آرائی میں پیچھے رہ سکتے ہیں۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی علماء اور عوام اہل سنت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے تاریخ کے اوراق اس کے گواہ ہیں۔ بالخصوص جسٹس منیر کی رپورٹ اس کی منہ بولتی تصویر ہے۔ لاتعداد علمائے اہل سنت جیلوں میں گئے۔ سینکڑوں افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا خلیل احمد صاحب قادری کو مارشل لاء کورٹ سے سزائے موت دی گئی۔ ان تمام حالات کے باوجود ان رہبران ملت کے پاؤں میں

لغزش نہ آئی۔

1953ء کی تحریک اس کے بعض نام نہاد شرکاء اور تنظیم کی خرابی کی وجہ سے ناکام ضرور ہوئی لیکن یہ بھی ایسا بیج بو گئی تھی جس کا پھل کبھی نہ کبھی آنا ضرور تھا۔ خدا کا شکر ہے اس بیج کی آبیاری نوجوان طلبہ نے شروع کی۔ اس میں علماء اور عوام شامل ہو گئے اور 7 ستمبر 1974ء کو اس کا پھل نہ صرف اسلامیان پاکستان کو بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ملا۔ یہ کیوں اور کیسے ملا' کھیت کی کس کس نے آبیاری کی' کون اس کے شکریہ کے حقدار ہیں۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے جو قومی اسمبلی کا پورا ریکارڈ مل جانے پر انشاء اللہ پیش کی جائی گی۔

یہاں مختصراً اس ضمن میں جو کاروائی علماء اہل سنت اور دیگر افراد کی طرف سے کی گئی اور حکومت کا رویہ کیسا رہا اس کی روداد اپنی معلومات کی بناء پر جو میں نے اراکین قومی اسمبلی بالخصوص' مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری سے حاصل کی ہیں پیش کرتا ہوں۔ تحریک کی کامیابی کے آخری دنوں یعنی 4 ستمبر 1974ء سے 8 ستمبر 1974ء تک میں بھی اسلام آباد میں مقیم تھا اس لئے آخری وقت کی کاروائیوں سے کچھ نہ کچھ میں نے ذاتی طور پر واقفیت حاصل کی ہے۔

قوم کے نام 13 جون 1974ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک لمبی تقریر نشر کی۔ میں اس تقریر پر فی الوقت تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ عوام کو معلوم ہے کہ بھٹو صاحب کیسی تقریر کرتے ہیں اور کیا کیا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال انہیں موقع کی سنگینی اور نزاکت کا احساس ہوا' پنجاب آگ میں جلنے لگا' چاروں صوبوں میں تحریک زور پکڑتی گئی' گرفتاریاں اور مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ پولیس اور سیکورٹی فورس حرکت میں آ گئی۔ ملک کی پوری انتظامیہ لا اینڈ آرڈر کے بہانے عوام کے ساتھ سختیوں اور تشدد پر اتر آئی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھٹو صاحب نے یہ وعدہ فرمایا کہ اسے طے کرنے کا راستہ

جمہوری طریقے سے طے کیا جائے- اس لئے یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں 30 جون کو پیش کر دیا جائے گا- وہ جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے بھی اور پوری قوم کو قابل قبول ہوگا-

پاکستان کے تمام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ قادیانی مرتد اور کافر ہیں نئے فتوے کی ضرورت نہیں- علماء کرام اپنی حجتیں تمام کر چکے ہیں- مسئلہ صرف یہ تھا کہ انہیں بحیثیت مسلمان کے پاکستان میں تبلیغ کرتے رہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی- ہاں غیر مسلم کی حیثیت سے ان کی جان و مال کا تحفظ کیا جاسکتا ہے- لیکن منافق کی حیثیت سے رہنے کا اختیار نہیں دیا جاسکتا- چونکہ پاکستان میں عظیم اکثریت مسلمانوں کی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تصور کرتے ہیں اور ان کے بعد کسی قسم کی نبوت یا وحی کو تسلیم نہیں کرتے اور اسے کفر اور ارتداد تصور کرتے ہیں- اس لئے اس عقیدے کے خلاف جو لوگ بھی ہیں وہ کافر مرتد ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے- چونکہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اس لئے اسلام کے بنیادی عقیدہ کے خلاف کسی منافق کو تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی- لازمی طور پر قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم آئینی حیثیت سے قرار دیا جائے تاکہ پاکستان سازش سے بچ سکے اور مسلمان اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرسکیں-

وزیر اعظم نے جمہوریت کے سہارے اس بنیادی مسئلہ کے لئے بھی مہلت چاہی- حالانکہ جمہوری اداروں کے ذریعے اسلامی مملکت میں بنیادی عقائد طے نہیں کئے جاتے- اسلام میں جمہوریت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہوتی ہے- یہ نہیں ہوسکتا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہے وہ اکثریت سے حلال ہوجائے اور حلال حرام ہوجائے-

اسی طرح اللہ جل مجدہ کی واحدنیت اور رسول اللہ ﷺ کی آخری نبوت اور رسالت' قرآن کی وحی الٰہی ہونے کے متعلق فیصلہ یا قیامت کے قائم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ' اس

قسم کی بنیادی باتیں مغربی طرز کی اکثریتی جمہوریت کے طور پر نہیں طے ہوتیں-

بہر حال حکومت نے وقت لیا' ادھر تحریک پھر زور شور سے چلنے لگی- حضور ﷺ کی خاتمیت پر ایمان رکھنے والے مختلف الخیال لوگ ایک جگہ اکٹھا ہوگئے- اس میں اہل سنت کے علاوہ دیوبندی' وہابی اور شیعہ حضرات بھی شامل ہوئے- اس کے علاوہ سیاسی جماعتوں کے افراد مثلاً نیشنل عوامی پارٹی' مسلم لیگ' خاکسار' جمعیت علماء پاکستان' جمعیت علماء اسلام (مفتی گروپ) جماعت اسلامی وغیرہ نے بھی متحد ہوکر کام شروع کیا اور اس طرح ایک مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی- مرکزی مجلس عمل کے صدر دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا بنوری (کراچی) منتخب ہوئے اور اس کے جنرل سیکرٹری سواد اعظم اہل سنت کے مشہور عالم مولانا سید محمود احمد رضوی خلف الرشید حضرت مولانا سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ حزب الاحناف لاہور منتخب ہوئے- مجلس عمل میں مختلف جماعتوں کو نمائندگی دی گئی-

عملی طور پر اس مجلس میں جن لوگوں نے حصہ نہیں لیا وہ یہ ہیں- غلام غوث ہزاروی گروپ جو مفتی محمود سے الگ ہوکر حکومت کی کاسہ لیسی کرنے میں علماء کا وقار سمجھتا تھا- مولوی احتشام الحق تھانوی اور ان کی مختصر سی جماعت نیز تحریک استقلال بحیثیت جماعت مجلس عمل میں شریک نہیں ہوئی- البتہ انفرادی طور پر تحریک استقلال کے ایک رہنما صاحبزادہ احمد رضا قصوری ایم این اے مجلس عمل کے رہنماؤں کے ساتھ تحریک کی حمایت کرتے رہے اور قومی اسمبلی میں ختم نبوت کا نعرہ بلند کیا اور قادیانیوں کے خلاف تقریریں کیں-

اس کے علاوہ کچھ خالص سرکاری کاسہ لیس مولوی مثلاً جمعیت علماء اسلام (حقیقی) نام نہاد جمعیت علماء پاکستان جس کے سربراہ بزعم خود صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب آلومہار شریف والے تھے- نیز چند مشہور اور معروف خوشامدی مولوی ان تمام کا ذکر فضول ہے- یہ

لوگ حکومت کے اشارے کے منتظر رہے۔ حضور ﷺ سے نہ جانے انہیں کتنا لگاؤ ہے اور موجودہ حکومت کے افراد بالخصوص بھٹو صاحب سے یہ لوگ کتنا قریب ہیں اس کا فیصلہ عوام خود کر سکتے ہیں۔ کبھی کبھی ان لوگوں نے بھی قادیانیوں کے خلاف گول مول بیانات دیئے لیکن کھل کر کبھی سامنے نہیں آئے۔

مرکزی مجلس عمل نے اپنا کام تیزی سے شروع کیا۔ بالخصوص پنجاب میں بڑا زور شور ہوا۔ مسجدوں، محرابوں اور منبروں سے حضور ﷺ کی منقبت شروع ہوئی۔ ان کے مقام کی فضیلت بیان کی گئی، جلوس نکالے گئے، مجلس عمل نے چند صاف اور واضح مطالبات رکھے وہ یہ ہیں۔

1- قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2- ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

3- قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

ویسے تمام جماعتوں کے لوگوں نے جو اس تحریک میں ساتھ تھے اپنا اپنا کردار ادا کیا لیکن سواد اعظم اہل سنت نے جتنا اسے حق تھا وہ حق ادا کیا۔ علماء اور خطباء پورے ملک میں اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے مسئلہ کی اہمیت کو واضح کرنے لگے۔ سندھ میں مجلس عمل کا صدر جناب صوفی محمد ایاز خان صاحب نیازی صدر جمعیت علماء پاکستان (کراچی ڈویژن) کو بنایا گیا۔ جنہوں نے اس صوبہ کے تمام اضلاع میں مجلس عمل کی بنیاد ڈالی۔ دورے کئے اور مسئلہ سے عوام کو روشناس کرایا اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس مسئلہ کو التواء میں نہ ڈالے اور پنجاب میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر صاحب اور مفتی ظفر علی نعمانی (سینیٹر) دو محاذوں پر لڑ رہے تھے۔ پورے صوبے کا دورہ بھی کر رہے تھے اور اسمبلی کی کارروائیوں میں برابر کے شریک رہے۔

ان حضرات کے ساتھ بطل حریت جانباز ختم نبوت مولانا عبدالستار نیازی جنہیں 1953ء کی تحریک میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی بھی شامل ہوئے اور پورے پنجاب میں ان علماء اور انجمن طلباء اسلام کے سپوتوں نے حضور ﷺ کے عشق و محبت کا اپنی بساط سے زیادہ حق ادا کیا۔ انجمن طلباء اسلام پنجاب کے صدر اقبال اظہری، محمد خان لغاری سیکرٹری نشرواشاعت، قاری عطاء اللہ نائب ناظم، رانا لیاقت ناظم لاہور، راؤ ارتضیٰ اشرفی ناظم اوکاڑہ، عبدالرحمٰن مجاہد، سندھ کے حافظ محمد تقی افضال قریشی، محمد حنیف طیب، علماء میں مجاہد اہل سنت صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی اسیر ہوئے اور ضمانت پر رہائی سے انکار کر دیا۔ سخت اذیتوں میں مبتلا کئے گئے۔ جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے صدر مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا محمد بشیر چشتی خطیب پنڈی گھیپ کو بھی اسیری کا شرف حاصل ہوا۔

ان مشاہیر کے علاوہ سینکڑوں خطباء اور آئمہ قید و بند میں ڈالے گئے۔ باوجود حکومت کے تشدد اور پابندی کے ان علماء نے آواز حق کو بلند کیا۔ لاؤڈ سپیکر پر پابندی لگ گئی، مسجدوں میں جلسے سے روک دیا گیا، پورے ملک میں دفعہ 144 کا نفاذ ہو گیا اور اس طرح ذکر مصطفےٰ ﷺ کو پوری شدت سے روکا گیا۔ لاٹھی چارج ہوا، آنسو گیس چھوڑی گئی، گولیاں چلیں، پنجاب کے بعض علاقوں میں خود ایس پی اور ڈی ایس پی نے گولیاں چلائیں۔ 40 کے قریب افراد نے راہ حق میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ تمام کام باہر ہو رہے تھے اور اندر حکومت مشورے کر رہی تھی۔ تین روز کے کام میں مسلسل تین مہینہ لگایا گیا۔

اس اثناء میں بھٹو صاحب نے بلوچستان کا دورہ کیا۔ وہاں کے غیور بلوچ اور پٹھانوں نے قادیانیوں کے متعلق اپنے ردعمل کا اظہار کیا تو بھٹو صاحب نے فوری طور پر ایک تاریخ مقرر کر دی۔ وہ غالباً اگست 1974ء کی آخری کوئی تاریخ مقرر کی گئی۔

علماء طلباء اور عوام نے جو عظیم جدوجہد کی اس کے نتیجہ میں اراکین قومی اسمبلی بھٹو

صاحب سمیت اس مسئلہ کو عامۃ المسلمین کی خواہشات کے مطابق حل کرنے کو تیار ہو گئے۔

اسمبلی کی کارروائی: مسئلہ 30 جون 1974ء کو دو قراردادوں کی شکل میں اسمبلی میں پیش ہوا۔ ایک قرارداد عبدالحفیظ پیر زادہ نے پیش کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے کو نبی یا مصلح تصور کرتا ہے ان کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

دوسری قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی ممبر قومی اسمبلی و پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء پاکستان، جنرل سیکرٹری متحدہ حزب اختلاف قومی اسمبلی و صدر جمعیت علماء پاکستان اور صدر ورلڈ اسلامک مشن نے حزب اختلاف کے بائیس (22) افراد کے دستخط سے جو بعد میں 37 کی تعداد ہو گئی پیش کی۔ اس قرارداد پر نیشنل عوامی پارٹی کے افراد نے بھی دستخط کیے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم (دیوبندی مکتبہ فکر) نے حزب اختلاف کی اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔

قرارداد کا متن: "ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھیں۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھے اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی صورت میں بھی گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے

مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں 6 اور 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں"۔

قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمود، مولانا سید محمد علی رضوی، چوہدری ظہور الٰہی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، سردار شیر باز خان مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، مولانا صدر الشہید، جناب عمرہ خان، سردار شوکت حیات خان، راؤ خورشید علی خان، جناب عبدالحمید جتوئی، جناب محمود اعظم فاروقی، مولوی نعمت اللہ، سردار مولا بخش سومرو، حاجی علی احمد تالپور، رئیس عطاء محمد مری، مخدوم نور محمد ہاشمی، جناب غلام فاروق۔

بعد میں قرار داد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔ نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، جناب کریم بخش اعوان، مہر غلام حیدر بھروانہ، صاحبزادہ صفی اللہ، ملک جہانگیر خان، جناب اکبر خان مہمند، حاجی صالح خان، خواجہ جمال محمد کوریجہ، جناب غلام حسن خان دھاندلہ، صاحبزادہ محمد نذیر سلطان، میاں محمد ابراہیم برق، صاحبزادہ نعمت اللہ خان

شنواری' جناب عبدالسبحان خاں' میجر جنرل جمالدار' جناب عبدالمالک خاں۔

قرار داد اسمبلی میں غور کیلئے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں مولانا شاہ احمد نورانی' پروفیسر غفور احمد' مفتی محمود وغیرہ شامل تھے۔ حکومت کی طرف سے عبدالحفیظ پیرزادہ نیز مولانا کوثر نیازی شامل کئے گئے تھے۔

30 جون 1974ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے اور قراردادوں پر غور کرنے کے لئے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

اسی اثناء میں قادیانی ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک خط کمیٹی میں پیش کیا گیا جس میں مرزا ناصر احمد ربوہ گروپ نے اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدر الدین نے اپنی صفائی پیش کرنے اور اپنے عقائد کی وضاحت کے لئے حاضری کی اجازت مانگی۔ کمیٹی نے خوشی سے اجازت دے دی۔ مرزا ناصر احمد ایک محضر نامہ کے ساتھ جو 180 صفحات پر مشتمل تھا حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھئے جس وقت مرزا نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ اسمبلی کے اس بند ایر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا سیدھا اس محضر نامہ پر گرا جس پر وہ چونک پڑا اور کہا ''I am disturb'' سارے اراکین اسمبلی یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر سے اس طریقہ سے گرے۔

بہر حال محضر نامہ پڑھا گیا اس پر کمیٹی کے علماء اور دیگر افراد نے سوال نامہ مرتب کیا اور نیز علماء اہل سنت کی طرف سے محضر نامہ کا جواب دیا گیا۔ مولوی غلام غوث ہزاروی نے بھی محضر نامہ کا اپنی طرف سے الگ جواب دیا۔

سوالوں کی تعداد طویل تھی۔ تقریباً 75 سوالات صرف علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری'

مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب کی طرف سے پیش کئے گئی۔ اس کے علاوہ اور سوالات بھی دیگر اراکین کی طرف سے پیش ہوئے اور کل تقریباً ایک سو ستر سوال کئے گئے۔ سوالات لکھ کر اسمبلی کے سیکرٹری کو دیئے گئے اور ان سوالات کو پوچھنے کی ذمہ داری اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار کے سپرد کی گئی۔

مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ ہو کر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پچاس سے زائد گلاس پانی کے مرزا ناصر روزانہ پیتا تھا۔ اسے یہ گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بٹھا کر جرح کی جائے گی۔ سوالات اور جرح کی کارروائی چونکہ ابھی پوشیدہ رکھی گئی ہے اس لئے اس کی تفصیلات بیان نہیں کی جا سکتی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اپنا عقیدہ خود اراکین اسمبلی کے سامنے بیان کر گیا اور اس بات کا اعلان کر گیا کہ مرزا حضور ﷺ کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ﷺ ہے۔ جن اراکین اسمبلی کو قادیانیوں کے متعلق حقائق نہیں معلوم تھے انہیں بھی معلوم ہو گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ دراصل یہ لوگ کافر' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جس طرح ان قادیانیوں نے قرآن اور حدیث کی توضیح اور من مانی تشریح کی ہے اس طرح مرزا ناصر' مرزا غلام احمد کے اقوال اور تحریرات کی توجیح بیان کر رہا تھا۔ بہر حال اللہ کا شکر ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا بلکہ اور زیادہ ذلیل و رسوا ہوا۔ نئی تہذیب اور تعلیم کے لوگ جو مذہبی مسائل کو دقیانوسی شمار کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو خالص فرقہ وارانہ شیعہ سنی یا وہابی کا مسئلہ سمجھتے تھے وہ بھی اس بات کے قائل ہو گئے کہ یہ لوگ ایک الگ مذہب کا پرچار کر رہے ہیں اور یہ اسلام کے خلاف ایک زبردست سازش ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری' مولانا سید محمد علی رضوی اور اس ضعیفی

اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں- مولانا نورانی نے اس تین ماہ کے دوران تقریباً پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا- رات رات بھر دورے کرتے رہے' تقریریں کیں' مسلمانان اہل سنت کو حقائق سے روشناس کرایا اور پھر اسمبلی کی کمیٹی اور رہبر کمیٹی میں فرائض سر انجام دیئے- سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا' ان کے محضر نامہ کے جواب کی تیاری کی- علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری' مولانا محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر نے سوالات اور جوابی سوالات تیار کیئے- مسلسل مہینوں اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد میں مقیم رہے-

حکومت اور بالخصوص جناب ذوالفقار علی بھٹو کے رویہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پوری تحریک کے دوران ان کی جماعت کے لوگوں نے کھل کر عوام کے سامنے نہ کوئی تقریر کی اور نہ عوام کے اس مطالبہ کی حمایت کی- ہاں کمیٹی اور رہبر کمیٹی کو طول دینے کا فریضہ ضرور انجام دیا- پورے ملک میں زور شور سے تحریک چل رہی تھی اور حکومت طاقت استعمال کر رہی تھی- جگہ جگہ ظلم و تشدد کی پرانی داستان دہرائی گئی- بے گناہ لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں- جلسہ جلوس پر پابندی عائد کر دی گئی- حتیٰ کہ مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی گئی-

پنجاب تو پنجاب سندھ میں بھی یہی رویہ اختیار کیا گیا- میں خود سندھ میں متعدد شہروں اور قصبات میں گیا' جلسوں سے خطاب کیا- بعض جگہوں پر لاؤڈ اسپیکر زبردستی استعمال کیا- لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ٹنڈو آدم کی مسجد میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کا ایک جلسہ تھا جس میں مجھے اور مولانا محمد حسن حقانی ایم پی اے کراچی کو خطاب کرنا تھا- رات کو جب ہم لوگ بذریعہ کار ٹنڈو آدم پہنچے تو معلوم ہوا کہ فلاں مسجد میں ہے وہاں جا کر دیکھا کہ بغیر لاؤڈ اسپیکر جلسہ ہو رہا ہے-

پورے شہر میں مسجدوں کے لوگ ڈر کے مارے جلسہ کرانے سے گھبرا رہے تھے- دہشت گردی کی اس سے بڑی مثال اور کیا مل سکتی ہے- لوگ ہزاروں کی تعداد میں گرفتار ہوئے- اسلام آباد میں میری موجودگی میں گورنمنٹ ہوسٹل کے سامنے ایک جلوس پر ٹیئر گیس کے شیل پھینکے گئے- لاٹھی چارج ہوا یہاں تک کہ ہاسٹل کے اندر جہاں اراکین قومی اسمبلی ٹھہرے ہوئے تھے شیل پھینکے گئے- اس کے واقعہ کے بعد ہوسٹل سے باہر نہ نکل سکے اس لئے کہ شیل کے دھوئیں کی وجہ سے آنکھیں کھولنی مشکل ہوگئیں تھیں-

اوکاڑہ' ساہیوال' جہلم' گجرات' سرگودھا' فیصل آباد (لائل پور) میں جو کچھ ہوا وہ حکومت کے کارناموں کا بدترین ریکارڈ ہے- سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر ختم نبوت کے عقیدہ کی تبلیغ سے کیا نقصان پہنچ رہا تھا- ادھر تو تحریر و تقریر پر پابندی عائد کی گئی' اخباروں پر سنسر لگا دیا گیا- ادھر قادیانیوں کو کھلی چھٹی تھی کہ وہ جو چاہیں اپنے اخباروں اور رسالوں میں لکھ دیں- جس طرح چاہیں سائیکلو اسٹائل مضامین خطوط کے ذریعے عام مسلمانوں کو بھیجیں اور گمراہ کریں- سواد اعظم کوئی اشتہار کتابچہ چھاپے تو اس پر پابندی تھی- اسلام دوستی اور حضور ﷺ سے وابستگی کا مظاہرہ-

اس تحریک کی ساری کامیابی کا اعزاز صرف اور صرف عامۃ المسلمین' بالخصوص سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ رکھنے والوں کو جاتا ہے- جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا- قابل مبارکباد ہیں 1953ء کے شہداء اور اسیران' قابل مبارکباد ہیں علماء اور طلباء' قابل مبارکباد ہیں وہ شہداء جن کا خون اس تحریک میں بہا' قابل مبارکباد ہیں وہ لوگ جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر وہ لوگ جو قومی اسمبلی کے اراکین ہیں بالخصوص وہ علماء جنہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنا دن رات ایک کر دیا-

حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مجبوراً گھٹنے ٹیک دے۔ بالخصوص پنجاب کے عوام نے بھٹو صاحب کے ہوش اڑا دیئے اور جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ بھی ہوا کہ پولیس نے اس مسئلہ میں مدد سے معذوری ظاہر کر دی۔

بھٹو صاحب خود کہاں تک اس مسئلہ سے دلچسپی رکھتے تھے اس کا اندازہ ان کی تقریروں سے اور بالخصوص آخری تقریر سے جو اس مسئلہ پر انہوں نے اسمبلی میں کی ہوتا ہے۔

آخری تقریر میں انہوں نے اسے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ قرار دیا، پرانا مسئلہ بتایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کا مسئلہ ہے، ناموس مصطفے ﷺ کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ادھر وہ یہ مسئلہ حل کر رہے ہیں دوسری طرف سیکولرازم اور سوشلزم کا نام بھی لے رہے ہیں۔ معلوم نہیں بیک وقت بھٹو صاحب کس کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ سوشلزم سوشلزم زبان پر اب بھی جاری ہے۔ لیکن اتنی بھی ہمت نہ ہو سکی کہ اس لفظ کو آئین میں جگہ دلا سکیں۔ برخلاف اس کے مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کی جدوجہد سے اسلام کو سرکاری مذہب ماننا پڑا۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنی پڑی۔ اور اب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔

بھٹو صاحب آخر وقت تک راضی نہیں ہو رہے تھے کبھی اعتراض یہ تھا کہ لفظ قادیانی احمدی نہیں آنا چاہیے۔ کبھی غلام احمد کے نام پر اعتراض، غرض یہ کہ 5 ستمبر 1974ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود، عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا کوثر نیازی، مولانا الٰہی بخش سومرو، جناب غلام فاروق، چوہدری ظہور الٰہی کی میٹنگ بھٹو صاحب کے یہاں شروع ہوئی۔ 5 کو دو میٹنگ ہوئیں مسئلہ طے نہیں ہوا۔ 6 کو دو میٹنگ ہوئیں۔ ادھر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا راولپنڈی میں مسلسل اجلاس ہو رہا تھا۔ سارے لوگ فیصلے کے منتظر تھے۔ پوری قوم لڑنے مرنے کو تیار تھی۔ پوری ملک کے کونے

کونے میں فوج تعینات کر دی گئی۔ آخر کار 6 ستمبر کا دن گزر کر شب میں تقریباً 12 بجے بھٹو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور 7 ستمبر 1974ء کو 4 بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئین میں فوری ترمیم منظور کی گئی اور اس روز 7 بجے شام میں سینٹ نے اس کی توثیق کر دی۔

بھٹو صاحب نے کیسے مانا، کیا کیا باتیں ہوئیں یہ انشاء اللہ بعد میں کسی وقت تفصیل سے تحریر کیا جائے گا۔ جب اسمبلی کی تمام کاروائی کو بھی شائع کرنے کی اجازت ممکن ہو جائے۔ ابھی تمام باتیں صیغہ راز میں رکھی گئیں ہیں۔

اب میں آخر میں ان ترامیم کی طرف آتا ہوں جو آئین میں کی گئی ہیں۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قراردادوں پر غور کرنے، نیز پوری کاروائی مکمل کرنے کے بعد اسمبلی کو متفقہ طور پر مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی۔

(الف) پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترامیم کی جائیں۔

(اول) دفعہ 106 (3) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ 360 میں ایک نئی شق کے ذریعہ منکرین ختم نبوت کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کیلئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح: ''کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 369 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ کی تبلیغ

کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا"۔

(ج) کہ متفقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1972ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد 1974ء میں منتخب قانون اور ضابطے کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں کہ جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے بعد قومی اسمبلی میں 7 ستمبر 1974ء کو 4.30 بجے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پیش کیا گیا اور متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

1) مختصر عنوان اور آغاز نفاذ۔

1- یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) 1974ء کہلائے گا۔

2- یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

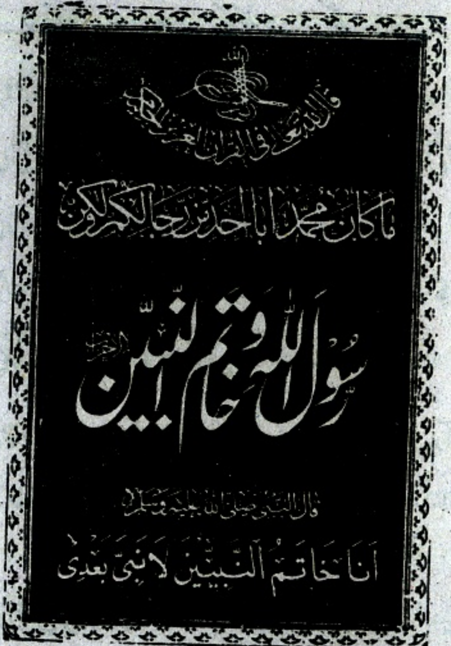
2) آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم و اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ "اشخاص" کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

آئین کی اس دفعہ میں دراصل غیر مسلم اقلیتوں کو صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی مختص کرنے کا ذکر ہے۔ اس میں عیسائی، پارسی، ہندو، بدھ اور اچھوت کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے لئے مختلف صوبوں میں نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ اچھوتوں سے پہلے قادیانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

3) آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم کی دفعہ 260 شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (جو شخص محمد ﷺ کے جو آخری نبی ہیں۔ خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا محمد ﷺ کے بعد کسی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔)

بیان اغراض و وجوہ: جیسا کہ کل ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی

اسمبلی میں طے پایا ہے۔ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ وہ ہر شخص جو محمد ﷺ کے خاتم النبیین پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے"۔



قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں

فتنہ انکار ختم نبوت کے سرغنہ قادیانی دجال مرزا غلام احمد، اخلاقیات سے بالکل تہی دامن اور کورا تھا۔ ملت اسلامیہ کے لیے اس کے ناپاک خیالات اس کی زبان و قلم سے اکثر ظاہر ہوتے رہتے تھے ''قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں'' کے عنوان سے بلا تبصرہ صرف مرزا قادیانی کے اقتباسات مع حوالہ جات نذر قارئین ہیں تا کہ ہماری نئی نسل کو علم ہو سکے کہ اس عہد کا، کاذب اعظم حضور پرنور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بارے میں کیسی بدزبانی کرتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نسل نو، قادیانی دجال کے اور اس کے ناپاک ٹولے کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) ولد الحرام:

''اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار اسلام ص ۳۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۳۱ ...... از ...... مرزا قادیانی)

(۲) عیسائی، یہودی، مشرک

''جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا''

(نزول المسیح (حاشیہ) ص ۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۳۸۲ ...... از ...... مرزا غلام احمد قادیانی)

(۳) بدکار عورتوں کی اولاد

''تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ و ینتفع من معارفھا و یقبلنی و یصدق دعوتی. الا ذریۃ البغایا''

(ترجمہ) ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے

معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸ ...... از ...... مرزا غلام احمد قادیانی)

(۴) اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔ مرزا کے الفاظ یہ ہیں۔ الا ذریۃ البغایا۔ عربی کا لفظ البغایا جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغیۃ ہے جس کا معنی بدکار عورت، فاحشہ، زانیہ ہے۔

خود مرزا نے خطبہ الہامیہ ص ۴۹ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶) میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔

(۵) اور ایسے ہی انجام آتھم کے ص ۲۸۲ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱

(۶) نور الحق، حصہ اول ص ۱۲۳ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۱۶۳) میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران، زناکار، زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

(۷) مرد خنزیر، عورتیں کتیاں

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، ۵۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۵۳ ...... از ...... مرزا غلام احمد قادیانی)

(۸) مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰......از......مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(۹) جہنمی

''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۶۸ طبع دوم......از......مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۰) ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم......از......مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۱) ''اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۳......از......مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۲) مرزا قادیانی کا انکار کفر

''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۷ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۳) خواہ نام بھی نہیں سنا

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵......از......مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

فتنہ قادیانیت کے رد میں چند کتابیں

رد قادیانیت کے حوالے سے اُمت مرحومہ کے مقتدر اولیائے کرام اور جید علمائے کرام نے ہمیشہ تحریری اور تقریری میدان میں عملی جدوجہد جاری رکھی اور قادیانیوں کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات دیئے اس حوالے سے چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔ جو قارئین کرام کو نہایت اہم اور مفید معلومات فراہم کریں گی۔

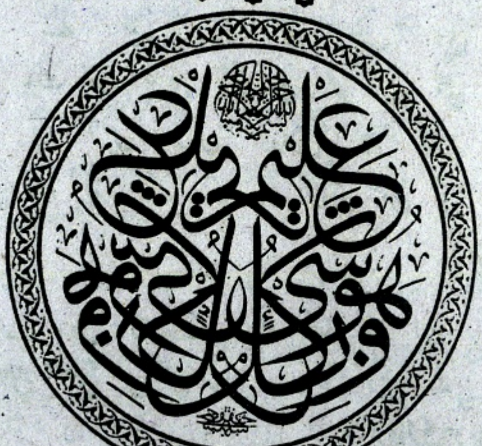
(۱) السواء العقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۱۲ھ)......(امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۲) جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ (۱۳۱۷ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۳) قہر الدیان علی مرتد با قادیان (۱۳۲۳ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۴) المبین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۵) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۴۰ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خان محدث بریلوی) (۶) الالہام الصحیح فی اثبات حیات المسیح (۱۳۱۱ھ) (علامہ غلام رسول شہید امرتسری) (۷) شمس الہدایہ (۱۳۱۷ھ) (حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی) (۸) سیف چشتیائی (۱۳۱۹ھ) (حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی) (۹) مرزائی حقیقت کا اظہار (مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی) (۱۰) مرأۃ (عربی) (مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی) (۱۱) Mirror (انگریزی) (مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی) (۱۲) بہار شریعت (حصہ اول) (صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی) (۱۳) الیسوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ (مفتی آگرہ علامہ عبد الحفیظ قادری) (۱۴) کلمہ

فضل رحمانی (۱۸۹۸ء) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی) (۱۵) نیام ذوالفقار علی برگردن خاطر مرزائی فرزند علی (۱۳۲۵ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی) (۱۶) کیا مرزائی قادیانی مسلمان تھا؟ (۱۳۳۷ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی) (۱۷) تردید فتویٰ ابو الکلام آزاد و مولوی محمد علی مرزائی (۱۳۴۲ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی) (۱۸) مخزن رحمت بر قادیانی دعوت (۱۳۴۵ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی) (۱۹) تردید معیار صداقت قادیانی (بابو محمد پیر بخش) (۲۰) تردید نبوت قادیانی (۱۹۲۴ء) (بابو محمد پیر بخش) (۲۱) تحقیقات دستگیریہ فی رد ھفوات براھینیہ (مولانا غلام دستگیری قصوری) (۲۲) فتح رحمانی بدفع کید قادیانی (مولانا غلام دستگیری قصوری) (۲۳) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (پروفیسر محمد الیاس برنی) (۲۴) معیار المسیح (۱۳۲۹ھ) (خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی) (۲۵) رد قادیانیت (علامہ انوار الحق حیدر آباد، دکن) (۲۶) رد قادیانیت (شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی) (۲۷) اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی (مفتی عزیز احمد) (۲۸) ختم نبوت (رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری) (۲۹) ختم نبوت (غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی) (۳۰) قادیانی دھرم اور اسلام (علامہ مفتی محمد اشرف القادری) (۳۱) الصارم الربانی علی کرشن قادیانی (مفتی صاحبداد خان) (۳۲) مقیاس نبوت (مناظر اسلام علامہ محمد عمر، اچھروی) (۳۳) خاتم النبیین (شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ الازہری) (۳۴) کفریات مرزا غلام احمد قادیانی (حضرت علامہ مولانا افتخار الحسن زیدی) (۳۵) عقیدۂ ختم نبوت (علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ) (۳۶) قادیانیوں کا فکری پس منظر (امیر فدائیان ختم نبوت صوفی محمد ایاز خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ) (۳۷) محمد خاتم النبیین ﷺ (ملک محبوب الرسول قادری) (۳۸) مرزائی کافر کیوں؟ (سید ارتضیٰ علی

کرمانی) (۳۹) ختم نبوت...... زندہ باد (علامہ غلام مصطفیٰ مجددی) (۴۰) عقیدۂ ختم نبوت اور تحریک ۱۹۷۴ء (محمد محبوب الرسول قادری) (۴۱) ثبوت حاضر ہیں...... (محمد متین خالد) (۴۲) قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (محمد متین خالد) (۴۳) قادیانیت سے اسلام تک (محمد متین خالد) (۴۴) قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم...... (محمد متین خالد) (۴۵) قادیانیت، اس بازار میں (محمد متین خالد) (۴۶) علمائے حق اور رد فتنہ قادیانیت...... (محمد صادق علی زاہد) (۴۷) رجم الشیاطین براغلوطات البراہین۔ (شیخ الحدیث مفتی غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) (۴۸) جعیۃ خاطر۔ (قاضی فضل احمد لودھیانوی) (۴۹) کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟ (قاضی فضل احمد لودھیانوی) (۵۰) اتفاق ونفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے۔ (قاضی فضل احمد لودھیانوی) (۵۱) مخزن رحمت برد قادیانی دعوت۔ (قاضی فضل احمد لودھیانوی) (۵۲) القول الفصیح فی قبر المسیح۔ (شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی) (۵۳) قادیانی کا فرکیوں؟ (شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی) (۵۴) تردید امامت کاذبہ۔ (بابو محمد پیر بخش) (۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا (بابو محمد پیر بخش) (۵۶) مباحثہ حقانی فی البطال نبوت قادیانی (بابو محمد پیر بخش) (۵۷) مجدد کون ہوسکتا ہے؟ (بابو محمد پیر بخش) (۵۸) آفتاب گولڑہ اور فتنہ مرزائیت (حاجی نواب الدین چشتی گولڑوی) (۵۹) رسالہ خاتم النبیین (مولانا غلام مہر علی گولڑوی) (۶۰) کذاب قادیان (مولانا مشتاق احمد چشتی) (۶۰) قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی (مولانا نظام الدین ملتانی) (۶۱) ظہور صداقت در مرزائیت (پیر ظہور شاہ جلال پوری) (۶۲) قہر یزدانی برسر دجال قادیانی (پیر ظہور شاہ جلال پوری) (۶۳) القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح۔ (مفتی محمد امید علی خاں) (۶۴)

قادیانی کذاب (علامہ رفاقت حسین) (۶۵) قادیانی فرقہ کا ارتداد (مولانا قاری احمد پیلی بھیتی) (۶۶) ختم نبوت (مولانا محمد بشیر ابوالنور) (۶۷) ختم نبوت (مفتی غلام مرتضی) (۶۸) الظفر الرحمانی (مفتی غلام مرتضی) (۶۹) ختم نبوت (علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی) (۷۰) الالہام الصحیح فی اثبات حیات المسیح (علامہ غلام رسول شہید امرتسری) (۷۱) تازیانہ عبرت (مولانا کرم الدین دبیر) (۷۲) اتمام الحجۃ عمن اعرض عن الحجۃ (علامہ اصغر علی روحی) (۷۳) الحجبات علی السلام فی الذرب عن حریم الاسلام (مولانا محمد عالم آسی امرتسری) (۷۴) الحق المبین (مولانا عبد الغنی ناظم) (۷۵) حیات عیسیٰ علیہ السلام (مولانا مہر الدین) (۷۶) سیفِ رحمانی علی راس القادیانی (مولانا غلام محمد جان ہزاروی) (۷۷) الصارم الربانی علی کشرن قادیانی (مفتی محمد صاحبداد خان) (۷۸) عقب آسمانی برمرزائے قادیانی (علامہ نور الحسن سیالکوٹی) (۷۹) مرزائی قادیانی کی حقیقت (علامہ ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی) (۸۰) مرزائی نامہ (مولانا مرتضی احمد خان میکش) (۸۱) معیار المسیح (خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی) (۸۲) قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ (محمد بشیر احمد) (۸۳) آئینہ قادیانیت (مولانا محمد حنیف اختر خانیوال) (۸۴) اختلافات مرزا (مولانا نور محمد خان) (۸۵) مرزا غلام احمد قادیانی کا پوسٹ مارٹم (مولانا اعجاز احمد قادری) (۸۶) افادۃ الانہام ...... دو جلدیں (مولانا انوار اللہ خان) (۸۷) انگریز کا خود کاشتہ پودا (ملک شیر محمد اعوان ح) (۸۸) القول المحکم فی حیات عیسیٰ بن مریم (قاضی محمد گوہر علی علوی) (۸۹) رد قادیانیت (۲ جلدیں) سید حبیب شاہ (۹۰) قادیانی مرتد ہیں (علامہ بشیر قادری)ؒ۔ (شیخ الحدیث مفتی محمد عبد اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) (۹۱) رد قادیانیت (شیخ الحدیث علامہ نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (۹۲) پاکستان میں

قادیانیت کی شرانگیزیاں (مجاہد ختم نبوت صوفی ایاز خان نیازی) (۹۲) الالہام الصحیح فی اثبات حیاۃ المسیح ۔(عربی)۔ (مولانا غلام شہید امرتسری) (۹۳) الحجبات علی السلام فی الذب عن حریم الاسلام۔ (مولانا محمد عالم آسی امرتسری) (۹۴) الحق المبین (مولانا عبد الغنی ناظم) (۹۵) ختم نبوت (مفتی غلام مرتضی) (۹۶) رسالہ خاتم النبیین ﷺ (مولانا غلام مہر علی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ) (۹۷) عقب آسمانی برمرزائے قادیانی (مولانا نور الحسن سیالکوٹی) (۹۸) قادیانی فتنے کا ارتداد۔ (مولانا قاری احمد پیلی بھیتی) (۹۹) القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح (مفتی محمد امید علی خان) (۱۰۰) قہر یزدانی برسر دجال قادیانی۔ (پیر ظہور شاہ جلال پوری) (۱۰۱) قہر یزدانی برقلعہ قادیانی۔ (مولانا نظام الدین ملتانی) (۱۰۲) کذاب قادیان (مولانا مشتاق احمد چشتی) (۱۰۳) مرزا قادیانی کی حقیقت (مولانا ضیاء اللہ قادری)



تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ پر منظوم کلام

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خاں)

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے؟ فقط عالمِ معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ الھا اخر

(علامہ اقبالؒ)

عالم نے، فقیہ نے کہی جب اپنی
اک بات دل حزیں نے کی مجھ سے بھی
آقاؐ پر کریں زباں درازی جو لوگ
لازم ہے اُڑا کے رکھ دو گردن ان کی

(حزیں کاشمیری)

دنیا سے دل لگا کے تجھے کیا ملا اسیر
اب عشقِ مصطفیؐ میں بھی جاں دے کے دیکھ لے

(غازی مرید حسین شہیدؒ)

جان دو یا جان لو، تم مر نہیں سکتے کبھی
تم پہ غالب آ نہیں سکتی جہاں میں کوئی شے
سر میں رکھتے ہو اگر روشن چراغِ آرزو
حفظ ناموسِ نبیؐ کا داعیہ گر دل میں ہے

(راجا رشید محمود)

خدائے پاک کا فرماں ہے احترام رسولؐ
اساسِ کعبہ ایماں ہے احترام رسولؐ
نبیؐ کے نام پہ جاں دینے والے زندہ ہیں
بقائے زیست کا ساماں ہے احترام رسول

(محمد افضل کوٹلوی)

میں رسن کو چوم لیتا ہوں تڑپ کر، دار پر
یا پلا دیتا ہے کوئی جام کوثر دار پر
یہ غلامانِ محمدؐ کی پرانی ریت ہے
کودتے ہیں آگ میں، چڑھتے ہیں اکثر دار پر
کس قدر ہے تیرے عاشق کو شہادت کی خوشی
کس قدر مسرور ہے، اللہ اکبر دار پر
کھینچتا ہے کیوں مجھے محبوب کی آغوش سے
اور رہنے دے مجھے جلاد، دم بھر دار پر

(اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی)

شاتم سید کونینؐ کا خوں جائز ہے
آج تک بھی یہی جذبہ ہے مسلمانوں میں
دوستو آؤ محمدؐ پہ نچھاور کر دیں
تار جتنے بھی بقایا ہیں گریبانوں میں

(شورش کاشمیری)

نہیں ملحوظ جس کو عظمت و شانِ شہِ بطحیٰ
وہ ہے بدبخت و بدقسمت وہی محروم رحمت ہے
خدا کے قہر سے وہ شخص بچ سکتا نہیں ہرگز
وہ جو گستاخ دربار گہر بار نبوت ہے
نبی کے نام پر مٹنا سند ہے خلد پانے کی
فدا ہونا شہؐ کونین پر پیغام جنت ہے
تحفظ ہو سکے ہم سے نہ گر ناموس احمدؐ کا
تو پھر یہ زندگی اپنی سراسر اک تہمت ہے

(پروفیسر محمد اکرم رضا)

اظہار میں باطن کی حقیقت نہیں ہوتی
مرزائی کا دل ہوتا ہے صورت نہیں ہوتی
پڑھتے ہیں محمدؐ کا زباں سے کلمہ بھی
شرح کلمہ ، ختم نبوت نہیں ہوتی
آئین کی رو سے وہ مسلمان نہیں ہیں
تاویل کی محتاج شریعت نہیں ہوتی
مرعوب کسی دعوے سے ہوتا نہیں قانون
انصاف کی آواز میں لکنت نہیں ہوتی
چپ رہتا مظفرؔ تو گنہگار ٹھہرتا
سچ کہنے سے توہین عدالت نہیں ہوتی

(مظفر وارثی)

دل و نگاہ کی پہنائیوں پہ چھائی ہے
محبتوں سے مرتب حسین قوسِ قزح
شہادتوں کی شفق رنگ سرخیوں کے طفیل
فلک ہے حرمتِ آقاؐ تو دین قوسِ قزح

(راجا رشید محمود)

خواجۂ کونینؐ کی غیرت کا پرچم گاڑ کر
دیدہ و دل کو نثارِ راہِ بطحا کر دیا

(شورش کاشمیری)

حرمتِ دینِ محمدؐ کے نگہبانو! اٹھو
شعلہ سامانی دکھاؤ شعلہ سامانو! اٹھو
فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لیے
مشعلِ نورِ محمدؐ کو بجھانے کے لیے
یہ بلا آئی ہے تم سب کو جگانے کے لیے
غیرتِ دینی تمہاری آزمانے کے لیے
تم ہو ناموسِ محمدؐ کے نگہباں یاد ہے
تم مسلماں ہو مسلماں ہو مسلماں یاد ہے

(سید امین گیلانی)

پر محمدؐ کی جہاں توہین ہو کٹ جائیں گے
وہ قدم دوزخ میں جائیں گے اگر ہٹ جائیں گے
تم بھی اس جانِؐ دو عالم سے وفاداری کرو
اس کے دشمن سے کھلا اظہارِ بیزاری کرو

(سید امین گیلانی)

اف یوں ہو توہینِ محمدؐ اور پھر ملک ہمارا ہو
کیوں نہ جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے اور دل پارہ پارہ ہو
صبر کی حد ہوتی ہے کوئی کب تک آخر صبر کریں
اس بے شرمی کے جینے سے بہتر ہے ہم ڈوب مریں

(سید امین گیلانی)

پھر کوئی بوبکر اور فاروق پیدا ہو یہاں
مرتدوں کی زد میں یا رب ارضِ پاکستان ہے

دعوتِ عمل

1- فرائض و واجبات کی ادائیگی کو ہر کام پر اولیت دیجئے۔ اسی طرح حرام اور مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

2- فریضہ نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ تمام تر کوشش سے ادا کیجئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ ان فرائض کی ادائیگی کے برابر نہیں ہے۔

3- خوش اخلاقی' حسن معاملہ اور وعدہ وفائی کو اپنا شعار بنایئے۔

4- قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا۔

5- قرآن پاک کی تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب سمجھنے کے لیے کلام کا بہترین ترجمہ ''کنز الایمان'' از امام احمد رضا بریلوی پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔

6- دین متین کی صحیح شناسائی کے لیے امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے جو حضرات خود نہ پڑھ سکیں وہ اپنے پڑھے لکھے بھائی سے درخواست کریں کہ وہ پڑھ کر سنائے۔

7- فاتحہ' عرس' میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی تقریبات میں کھانے' شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہلسنت کی تصانیف بھی تقسیم کیجئے۔

8- ہر شہر اور ہر محلہ میں لائبریری قائم کیجئے اور اس میں علماء اہل سنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے کہ تبلیغ دین کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

9- ہر شہر میں سنی لٹریچر فراہم کرنے کے لیے کتب خانہ قائم کیجئے۔ یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔

10- نوٹ: مصطفیٰ لائبریری میں انگریزی مہینے کے پہلے جمعہ کو بعد نماز مغرب مردوں کے لیے اور عورتوں کے لیے ہفتہ کے روز صبح 9 بجے درس قرآن ہوتا ہے۔

مصطفیٰ فاؤنڈیشن 161-E فاروق کالونی والٹن کینٹ لاہور

مصطفےٰ لائبریری

باہتمام

مصطفےٰ فاؤنڈیشن لاہور چھاؤنی

یہاں پر ہر شعبہء زندگی سے متعلق کتب موجود ہیں مثلاً قرآنیات، تفاسیر، احادیث، سیرت طیبہ، فقہ، ردِعقائدِ باطلہ، تاریخی و اصلاحی ناول طبی انسائیکلو پیڈیا، اسلامیات، فتویٰ جات، سوانحی لٹریچر، حکایات اور رضویات کے علاوہ اخبارات اور رسائل و جرائد عوام الناس کے مطالعہ کے لئے بلا معاوضہ موجود ہیں ۔ اس کے علاوہ دروسِ قرآن وحدیث، تلاوت، نعت خوانی اور علماء کرام کی تقاریر پر مشتمل کیسٹیں بھی موجود ہیں۔

خالصتاً مشنری بنیادوں پر ایک پرائیویٹ ہائی سکول قائم کیا گیا ہے جس میں مستحق طلبہ کو مفت تعلیم، یتیم بچوں کو مفت کتب اور تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام موجود ہے۔

---جاتی عمرا---حیدرآباد (سندھ) میں بھی لائبریری کی ایک شاخ قائم کر دی گئی ہے۔

پندرہ روزہ مفت میڈیکل کیمپ لگایا جاتا ھے

مصطفےٰ لائبریری ایک کنال رقبے پر قائم کی گئی جس میں ایک بڑا ہال بھی ہے جہاں ماہانہ درس قرآن، درس حدیث اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے

اہم دینی لٹریچر کے علاوہ محبت رسول ﷺ سے لبریز ایک ضخیم کتاب ''صلوعلیہ وآلہ'' شاندار انداز میں چھپ کر مفت تقسیم ہو چکی ہے اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی جلد شائع کیا جائے گا۔

نوٹ

لائبریری میں روزِ اول سے اب تک اخبارات اور رسائل و جرائد جلدوں کی صورت میں محفوظ ہیں

اوقات لائبریری

صبح 9 تا 11 بجے

عصر تا عشاء

مصطفےٰ لائبریری: 161- فاروق کالونی، والٹن روڈ لاہور کینٹ

فون نمبر: 5820659,5824921

موبائل: 0300 - 4273421